

بعونہ تعالیٰ

پہلا لکچر

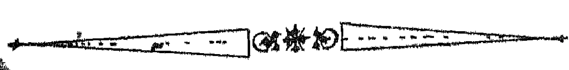
نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان بہادر منیر نواز جنگ

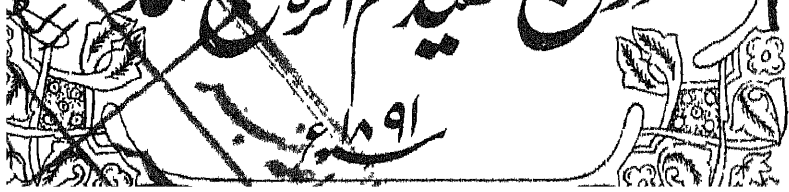
کا

مسلمانونکی ملکی اور علمی ترقیون کی تاریخ اور پھر اونکے تنزل اور اسکے اسباب پر

جو

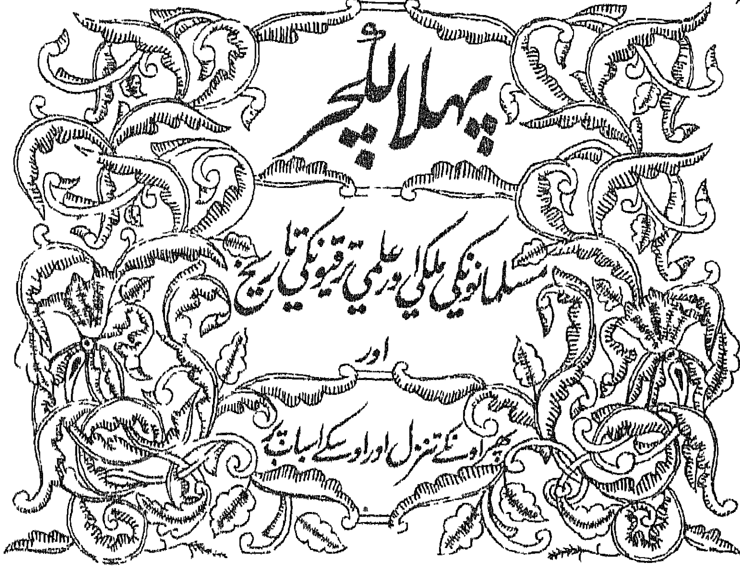
محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس پنجم مقام الہ آباد مین دیا گیا





در مطبع مفید عام آگرہ طبع شد

سنہ ۱۸۹۱ع



روے زمین پر مسلمانون ہی کی قوم ایسی نہین ہے جسکو ترقی کے بعد زوال ہوا ہو۔ اور بھی بہت سی قومین ایسی گزر چکی ہین جنکی ترقی شان وعظمت مین مسلمانون سے کسیطرح کم نہ تھی، مگر جنکا زوال مسلمانون سے کہین بہت زیادہ ہوا ہے۔ مسلمانون کی قوم ابتک قایم ہے، اور اسلام اسوقت تک کروڑون انسانون کے دلون مین جوشزن ہے۔ لیکن بہت سی قومین ایسی گزر چکی ہین جو ایک زمانہ مین حکومت اور شان وشوکت کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہی تھین۔ اور گو اسوقت بھی اونکا نام ونشان صفحہ ہستی سے بالکل معدوم نہین ہوا مگر بہت ہی خفیف اور ضعیف یادگار اونکی باقی ہے۔ ایسی قومون اور مذہبون کی آیندہ ترقی کی کوئی امید نہین ہے۔ مگر ایسی قوم کے لیے جسکی نسبت روے زمین کی آبادی کے ساتھ ایک سدس کی ہو بیشک آیندہ کی ترقی کی امید کے لیے کافی وجوہ موجود ہین۔ اور جو نتایج کہ ہم گذشتہ تواریخ اور حالات سے نکال سکتے ہین وہ بیشک ہماری آیندہ کی رہنمائی کے لیے کافی ذریعہ ہو سکتے ہین۔

زبردست قوم ایک بلند اور مضبوط چٹان سے مشابہ ہے، جسوقت ہم اس چٹان کی طرف نظر

ڈالتے ہین، تو اوسکی عظمت، اوسکے استحکام، اور اوسکی جسامت دیکھکر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اسکو کبھی زوال نہین ہوسکتا۔ لیکن اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اگر ایک معتدبہ مدت کے بعد دیکھا جاسے تو اوس چٹان کا نام ونشان بھی نہین ملتا۔ کبھی تو یہ زمین کے فطرتی تشنج سے ہوتا ہے، جیسے زلزلہ یا آتش فشان مادّہ، جسنے پچھلے زمانہ مین تمام روے زمین کی ہئیت بدل دی تھی، اور جس سے اب بھی کبھی کبھی ارضی تغیرات پیدا ہوا کرتے ہین۔ مگر اس زمانہ مین علم طبقات الارض کے باریک اور دقیق مسائل کے حل کرنے والون نے نئی تحقیقات سے یہ ثابت کیا ہے کہ بڑے سے بڑے اور مضبوط سے مضبوط پہاڑ فقط پانی، آفتاب اور ہوا کے عمل ہی سے برباد نہین ہوتے بلکہ لاکھون کروڑون نہایت چھوٹے چھوٹے کیڑے ان پہاڑون کے ہر ذرہ کو کھا جاتے ہین۔ سویٹزرلینڈ (Switzerland) کے سب سے بلند پہاڑ فال ہارن (Faulhorn) کی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اسی قسم کے کیڑون کے عمل سے گویا حالت نزع مین ہے، اور ایک مدت معتدبہ مین ریگ ہوکر بہ جائیگا اور نام ونشان بھی اوسکا نہ رہیگا۔ قومون کی یہی حالت ہے، نہایت ناچیز اسباب جنکی طرف کبھی خیال بھی نہین گزرتا۔ اکٹھے ہوتے ہوتے وہی نتیجہ پیدا کر دیتے ہین، جو پہاڑون کی تباہی مین ان چھوٹے چھوٹے کیڑون سے مترتب ہوتا ہے۔ وہ پہاڑ کہ جسکو چند صدی پیشتر یہ بیان کیا جاتا تھا، کہ عظمت اور استحکام مین اپنا آپ ہی نظیر ہے، آخرکار ان چھوٹے چھوٹے کیڑون کا لقمہ بنکر نیست ونابود ہوجاتا ہے، اسیطرح وہ قوم جو اپنی قوت وسطوت، دولت وعظمت کے زمانہ مین، زمانہ کی دست تعدی کے پہونچنے سے بھی محفوظ سمجھی جاتی ہے، اون خفیف اسباب کے جمع ہوجانے سے جنکا کسیکو خیال نہین ہوتا، ضعیف وکمزور ہوتے ہوتے آخر ایسی تباہ وبرباد ہوجاتی ہے کہ کہین اوسکا پتہ بھی نہین ملتا۔

ان قومون مین سے جو گزشتہ زمانہ مین ترقی کرنیکے بعد تباہ ہوگئین مشہور قومین ایرانی یونانی رومی مصری اور یہودی ہین، چونکہ بنی اسرائیل کی حالت ہم سے بہت مشابہ ہے، اسلیے مین صرف اوس قوم کی

اول مختصر کیفیت بیان کرتا ہون -

بنی اسرائیل حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت سے مصر مین آباد ہوئے، اونکی کئی نسلین فراعنہ مصر کی غلامی مین گزرین، وہ طرح طرح کے عذاب اور مصائب مین گرفتار رہے، حضرت موسیٰ نے اونکو مصر سے نکالا، اور اس عذاب سے چھوڑایا، اور اون سے خدا کی سرسبز اور شاداب زمین شام کا وعدہ کیا، چونکہ فراعنہ کی غلامی کرتے کرتے عصبیت اور حمیت سب اوس قوم سے جاتی رہی تھی، اور اونکے سارے جوش ٹھنڈے اور اونکے سب ولولے سرد ہوگئے تھے، جرأت اور بہادری کچھ اونمین باقی نہ رہی تھی، جب حضرت موسیٰ نے مقابلہ کے لئے کہا تو کہنے لگے کہ یَا مُوسٰی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَاِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دَاخِلُوْنَ" اے موسیٰ اومین تو زبردست قوم رہتی ہے ہم تو وہان نہ جائینگے جب تک کہ وہ نہ نکلین اگر وہ نکل جائین تو البتہ ہم اومین داخل ہونگے - ہزار ہزار طرح سے موسیٰ نے سمجھایا، ہمت دلائی، مگر اونھون نے ایک نہ سنی، اور جب بولے تو یہی کہ "اِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ" ہم ہرگز اومین داخل نہونگے جب تک کہ وہ وہان ہین تم ہی جاؤ اپنے رب کو لیکر اور دونون لڑو ہم یہین بیٹھے رہینگے - آخر خدا نے اپنے قانون قدرت کے موافق اونکو بسبب سالہا سال کی غلامی مین رہنے کے مقابلہ اور مقاتلہ کے لایق نہ جانا، اور چالیس برس تک اونکو جنگل مین حیران و پریشان رکھا، یہان تک کہ وہ نسل جسکے رگ و پے مین ذلت و پستی سمائی ہوئی تھی اوسی جنگل مین ہلاک ہوئی، اور بیس برس کی عمر سے اوپر کا کوئی آدمی بھی زندہ نرہا، اور نئی نسل پیدا ہوئی، جسنے محنت اور مصیبت مین پرورش پائی تھی، اور جسکو عصبیت اور حمیت کا نیا جوش پیدا ہوا تھا اونکو یوشع نبی لیکر بڑھے فَدَخَلُوْهَا وَهَزَمُوا الْجَبَّارِیْنَ - پس وہان داخل ہوئے اور جبارون کو شکست دی -

بنی اسرائیل اپنے آپکو خدا کے خاص بندے سمجھتے تھے، اونکو یقین تھا کہ خدا نے اونکو اسی واسطے

پیدا کیا ہے، کہ وہ خدا کی حکومت ساری دنیا مین قایم کرین، اور ساری زمین سے بت پرستی کو دور کر کے
ایک خدا کی عبادت کی طرف لوگونکو مایل کرین، کچھ مدت تک تو فلسطین اور مقدس زمین مین شام کے وہ اپنے
بزرگون اور قاضیون کی اطاعت مین رہے، پھر ساری قوم ایک بادشاہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی
یہ زمانہ اونکی اعلیٰ درجہ کی ترقی کا تھا، اور اس زمانہ مین حضرت سلیمان کی سلطنت اپنی عظمت اور سطوت مین حد
کے درجہ پر پہونچگئی تھی۔ اونکے بادشاہی کے زمانہ مین صرف یہی نہین تھا، کہ گرد و نواح کے بادشاہ اور
بادشاہزادیان بیت المقدس کے معصوم اور دانشمند بادشاہ کے روبرو سر تسلیم خم کرتے تھے، بلکہ ہندوستان
کا سونا اور جواہرات اور مور بھی اونکی نذر کے لئے بھیجے جاتے تھے۔ چارون طرف سے اوس ملک مین دولت
پھٹی پڑتی تھی، ساری قوم ایک بادشاہ کی زیر حکومت تھی۔ مگر یہودی قوم مین ہمیشہ فتنہ و فساد اور نافرمانی کا جوہر
موجود رہا ہے، اون سے فقط اپنے خدا اور مذہب کے خلاف ہی مین بغاوت سرزد نہین ہوئی۔ بلکہ اپنے
بادشاہونکے مقابلہ مین بھی اونھون نے کبھی کوتاہی نہین کی۔ یہی خاصیت پھیلتے پھیلتے عوام مین سرایت
کر گئی، اور آخر کار قوم کی تباہی کا باعث ہوئی۔ سلیمان علیہ السلام کی حکومت کے اختتام تک بارہ قومین
یہودیون کی پانسو برس تک متفق رہین۔ اگرچہ کبھی کبھی اس زمانہ مین بھی آپسمین لڑبھڑ لیتے تھے، مگر سلیمان کے
انتقال کے بعد تو دس قبیلون نے بغاوت اختیار کر کے ایک نئی سلطنت قایم کر لی۔ یہ نفاق گویا دوسری
قومون کے لئے حملہ آوری کی دعوت کا خط تھا فلسطین مین ۱۹ بادشاہ با امن و امان حکومت کر چکے
تھے، مگر انکے بعد جو نفاق پھیلا، اوسنے اسیریا (Assyria) کے بادشاہ شاہ مین سر
(Shalmaneser) کو یہودیونکی ملک پر حملہ آوری کی جرأت دلائی۔ اس حملہ کا انجام یہ ہوا کہ اکثر یہودیون
کو وہ قید کر لے گیا۔ اسکے بعد کسیکو نہین معلوم کہ اون دس قبیلون پر کیا گذری کہین نام و نشان تک باقی نرہا
دو قبیلے جو بیت المقدس مین باقی رہ گئے تھے اونکا انجام بھی قریب قریب وہی ہوا جو اون دس کا ہوا تھا
کچھ کم سو برس کے زمانہ مین بابل کے بادشاہ نے انکے ملک کو فتح کر کے ستر برس تک اپنے شہر مین قید

اس زمانہ کے بعد یہودیونکی ملکی تاریخ گویا معدوم ہوگئی، نہ سلطنت باقی رہی، نہ وطن رہا، قید سے نجات پانے کے بعد جب یہ لوگ، اپنے ملک کو واپس آئے تو اوسکو چھوٹے چھوٹے حصون مین تقسیم کر کے آپس کے فسادات کی بنا قایم کردی، یہانتک کہ حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے کے سو برس پیشتر انکے ملک پر رومانیون کا قبضہ ہوگیا، اور اونہین کی طرف سے ایک بادشاہ حکومت کرنے کے لئے مقرر کیا گیا، یہ حالت بھی غنیمت تھی، مگر فتنہ و فساد کا وہ مادہ جو یہودیون کی طبیعت مین موجود تھا، اسکو بھی کہان قایم رہنے دیتا تھا، رومانیون کے خلاف مین جب کھلم کھلا بغاوت کی، تو اس سختی سے اون لوگونکی سرزنش کی گئی کہ سوا اسکے کوئی چارہ نہ رہا، کہ تمام روے زمین پر منتشر ہو جائین، لیکن یہ لوگ جہان گئے، اپنا مذہب ساتھ لیتے گئے اور ابتک اون لوگون کے دلون مین یہ امید باقی ہے کہ پھر وہ ایک دن آنے والا ہے کہ اونکا ملک مسعود انکو واپس ملیگا۔

اس مختصر تاریخی بیان سے اب آپ لوگ اون اسباب پر غور فرمائیے، جو اس قوم کی ترقی اور پھر زوال کے باعث ہوئے۔ غلامی کی زندگی نے اول اونکو بزدل اور ڈرپوک بنایا، پھر تکلیف اور محنت اور جنگل کی زندگی نے اونہین دوبارہ جوش پیدا کیا، مذہب اور اتفاق، ہمت اور مردانگی نے اونکو اعلیٰ درجہ کی ترقی پر پہونچایا، پھر اونہین نااتفاقی پھیلی، اور جھگڑا پیدا ہوا، وہ مغرور، متکبر اور خودسر ہوگئے، ہر شخص اپنے آپکو خدا کا خاص بندہ سمجھتا اور دوسری قومون کے لوگونکو نظر حقارت سے دیکھتا تھا، دولت اور عیاشی حکومت کے ساتھ آئی، ربانی امداد کے بھروسہ پر اونھون نے ہاتھ پاؤن ہلانے اور اپنی فلاح کی کوشش کرنی بیکلخت ترک کردی، اونکے مذہبی پیشوا، علما اور قاضی خود غرض اور متعصب ہو کر دین مین تحریف کرنے لگے، عوام اور جہال اصلی مذہب کو چھوڑ کر اپنے مفتیون اور مولویون کو پوجنے اور اپنا پیغمبر سمجھنے لگے، درحقیقت سوا ظاہری اور جھوٹی شیخی کے نہ اونمین سلطنت کرنے کی لیاقت رہی، نہ مذہب کی خوبی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانے کے ہمقدم نہ رہ سکے، اور جب دوسری قومون نے اون پر فوج کشی کی، تو منہہ تاکتے رہ گئے۔

کوئی سامان ہی ایسا نہ تھا جسکے بھروسہ پر مقابلہ کا نام بھی لیتے۔پس وہ قوم جو دنیا مین سب سے معزز تھی، وہ قوم جو دنیا مین خاص خدا کی پیاری قوم سمجھی جاتی تھی، وہ قوم جسمین خدا نے بڑے بڑے اولوالعزم انبیاء مرسلین مبعوث کئے تھے، وہ قوم جسمین بڑے بڑے سلاطین اور بادشاہ ہوئے تھے وہ قوم جسکے آگے روے زمین کے سلاطین سر جھکاتے تھے، وہ قوم جسکو خدا نے تمام قومون پر شرف بخشا تھا۔ اپنی غفلت، اپنے تمرد، اپنے غرور، اپنی نالایقی، اور اپنی نااہلی سے ایسی ذلیل و خوار ہوگئی کہ گویا خدا کی زمین مین کچھ اُسکا حصہ ہی نہ تھا۔نہ کہین اونکی سلطنت باقی رہی، نہ عزت، کتون کی طرح ہر جگہ سے ہانکے اور ہر حصہ زمین سے نکالے جاتے ہین ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡكَنَةُ وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ اونپر ذلت و مسکینی ڈالی گئی اور خدا کے غضب مین گرفتار ہوئے۔

اب ہمکو اپنی قوم کا حال دیکھنا چاہیے۔ بنی اسمٰعیل کی حالت اُس زمانہ مین جبکہ اسلام کی روشنی اونمین پھیلی، اپنے بھائیون بنی اسرائیل سے مختلف تھی۔ یہودیونکی طرح غلامی کی رسی اونکی گردن مین نہ تھی، نہ مصر کے فرعون کیطرح کوئی جبار اور قہار اونپر ظلم کرنے والا تھا، ساری قوم آزاد اور خود مختار تھی۔ سکندر کی فوج نے اگرچہ تمام مشرقی سلطنتون کو پامال کردیا تھا، مگر صرف عرب پر اوسکا ہاتھ نہ پہونچا۔ اوسکے جھنڈے کے نیچے اگرچہ سب نے اپنا سر نیچا کیا، مگر عرب نے اپنے ایلچی تک اوسکے پاس نہ بھیجے۔ حضرت عیسی کی پیدایش کے زمانہ سے تین سو برس اول اونہون نے اپنے خشک اور پہاڑی ویران جزیرہ نما مین آزادی اور خود مختاری قایم کی، اور ایک ہزار برس تک کسیکے تابع او مطیع نہو ئے۔ اسلام کی دعوت کیوقت اگرچہ سب لوگ جہالت اور بت پرستی مین گرفتار تھے۔ مگر تھے تیز و چالاک ہوشیار مین طاق، لڑنے بھڑنے مین مشاق، محنت کے عادی، سفر کے شایق، بدن کے قوی، دل کے مضبوط مصیبت کے مقابلہ کے لئے آمادہ، صرف رہنما کی کسر تھی کہ وہ اونکی قوتونکو وحشیانہ کامون اور خانگی

لڑائیون مین صرف ہوتی تھین مذہبی اور ملکی ترقیات مین لگا دے، اور جو کل اولٹی چل رہی تھی اوسے سیدہا کردے - چنانچہ ہمارے ہادی، ہمارے سردار نے یہی کیا، کہ ساری قوم کو سیدہے اور کام کے راستے پر لگا دیا، اور اونکے اختلاف اور نفاق اور خانہ جنگیون کو، اتفاق اور محبت اور مذہبی جوش سے بدل دیا - جب جمال نبوی کا پرتو اونپر پڑا، اور نور محمدی نے اونکے دلونکو روشن کردیا تو وہ خدا کی خلافت کے مستحق ہوئے اور پورا ہوا وہ وعدہ جو خدا نے اونسے کیا تھا -

اگرچہ بنی اسرائیل کیطرح مسلمانون نے بھی خدا کی وحدانیت کے اعتقاد پھیلانے سے اپنے مذہب کو آغاز کیا، مگر یہودیون نے کبھی غیر قومون کو اپنے آپ مین نہ ملایا، بلکہ اپنے مذہب کو وہ اپنی خاصی ملک سمجھتے رہے؛ مگر اسلام کی دعوت تھی کافۃ للناس، اونکی یہی کوشش تھی کہ سارے بندے خدا کی ایک اُمّت اور ایک قوم ہوجائین، اور ہر ایک خدا کی توحید کا معتقد، اور اسلام کا ماننے والا، ہوجائے - چنانچہ یہ سچا مذہب سب پر غالب آیا، اور اس دین نے شرک اور بت پرستی کو نہ صرف عرب کی پاک زمین سے، بلکہ دنیا کے بڑے بڑے حصون سے دور کردیا - خلفاء راشدین کے زمانہ مین فتوحات کا سلسلہ برابر قایم رہا ملک کے ملک فتح ہوگئے - خلفاے راشدین کے اخیر زمانہ مین اگرچہ بغاوت پھیلی، اور وہ تلوار جو خدا نے دشمنون کے لئے مسلمانون کے ہاتھ مین دی تھی، آپسمین چلنے لگی - اور مخالفت اور دشمنی اور مذہبی اختلاف کا زہریلا بیج پڑگیا، مگر یہ زمانہ جلد گزر گیا، اور حضرت امام حسن علیہ السّلام کی دانشمندانہ اور امت پر رحیمانہ پالسی نے اوس آگ پر پانی ڈالدیا، اور پہر مسلمان فتوحات پر متوجہ ہوگئے - امیر شام کے بعد ایسے واقعات ہوئے جنکے دردناک نتیجے آجتک مسلمان اوٹھاتے ہین اور جس سے مسلمانی تاریخ شرم سے بھری ہوئی ہے آخرکار جب بنی اُمیہ کی سلطنت مستقل طور پر قایم ہوگئی، پہر سلسلہ فتوحات کا شروع ہوا، اور دمشق سے لیکر پرتگال کی سرحد تک اسلامی سلطنت جو کہ صرف ایک خلیفہ کی حکومت مین تھی قایم ہوگئی - جب اندرونی سازشون اور خفیہ بغاوتون سے جو چپکے چپکے اپنا کام کررہی تہین، مروانیونکی حکومت کا خاتمہ ہوا، اور عباسی خلیفہ

ہوئے، اُنھون نے بھی فتوحات کا سلسلہ برابر جاری رکھا - ایشیائے کوچک اور سیریا کے فتح کرنے کے بعد اسلام کی فوجین قسطنطنیہ تک پہونچ گئین، اور وہان سے تھوڑے ہی دنون مین وینا پر حملہ کیا گیا، یورپ مین فرانس کے وسط تک اسلام کا پھریرا اُڑنے لگا، اُندلس مین نہایت زبردست سلطنت قایم ہوگئی، مشرق کی طرف ایران مین ہوتے ہوئے ہندوستان تک اسلام کے جھنڈے پہونچگئے، اور وہ عظیم الشان سلطنت قایم ہوگئی، جو گزشتہ صدی کے اختتام تک موجود تھی - لیکن جیسی یہ ترقی تعجب خیز تھی، ویساہی حیرت انگیز زوال بھی ہوا، ایک خاص حد تک پہونچکر ہماری ترقیان رُک گئین اور پھر زوال آنے لگا -

فتوحات کا سلسلہ تیسری صدی تک خوب جاری رہا، اُسکے بعد تنزل کے آثار شروع ہوئے - اس سلسلہ کا تیسری صدی تک جاری رہنے کا سبب یہ تھا، کہ جو جوش فتوحات کا عرب مین پھیل گیا تھا، اُس سے ساری قوم بہادر اور سپاہی ہوگئی تھی، اور جو قواعد حضرت عمرؓ نے قایم کئے تھے، اُس سے ہر عرب گویا ایک سپاہی تھا، جو ہر وقت اپنے ملک اپنی قوم اپنے مذہب کے لئے جان دینے کو تیار تھا - بقول سر ولیم میور کے اون قواعد سے ساری قوم مین گویا ایک جنگی روح حلول کر گئی تھی، اور تمام عرب سولجر ہوگئے تھے، جنکا صرف یہی کام تھا کہ دوسرے ملکون اور دوسری قومونکو فتح کرین، اور اونمین اسلام پھیلائین وہ قواعد ایسے مستحکم اصول پر قایم کئے گئے تھے کہ مذہبی ولولے کی جاتے رہنے پر بھی عربون مین کامل اڑہائی سو برس تک جنگی جوش پورے طور پر قایم رہا - قوم کی قوم گویا ایک فوج تھی جو ہر وقت حرکت مین رہا کرتی تھی، چھاونیان اونکے گھر تھے، گھوڑونکی پیٹھ اونکے بچھونے تھے، غرضکہ عرب ایسے مسلح اور مستعد قوم ہوگئے تھے، جو پشتہا پشت تک ملک گیری کے لیے ایک لحظہ کے نوٹس دینے پر تیار اور حملہ کرنے کے لئے مستعد رہتے تھے -

بنی اُمیہ اور بنی عباس کے زمانہ مین گو اندرونی خانہ جنگیان اور باہمی فسادات ہوتے رہے، مگر

فوجی قواعد اور عرب کی مستعدی نے چندے سے ترقی کا سلسلہ جاری رکھا، مگر جب وہ قواعد ٹوٹ گئے، اور خلفار عباسیہ نے بجاے عرب کے دوسری قومونکو دخیل کیا، اور پھر عیاشی، فضولی، کاہلی، اور بزدلی مزاجون مین آگئی اونکا زوال شروع ہوا۔

معتصم باللہ درحقیقت اُس سد کا توڑنے والا تھا، جو حضرت عمر نے قایم کی تھی، اُسنے ترکی غلامونکو فوجی کام پر مقرر کیا، اونہین کا باڈی گارڈ بنایا، عرب کے بدلے اونپر بھروسہ کرنے لگا، اُسنے اپنی قوم عرب کو ایسا بیدل کردیا کہ وہ بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ اور اونکے خوف سے اُسے بغداد چھوڑکر دوسرا شہر سُرّمن رای بسانا پڑا۔ اسکے بیٹے متوکل علے اللہ نے تو ان ترکون پر یہانتک بھروسہ کیا کہ اپنی جان اونکے سپرد کردی، اوسے ترکون پر اتنا بھروسہ تھا کہ اپنی خاص تلوار جو دس ہزار درم کو خریدی تھی اپنی حفاظت کے لئے اپنے غلام ترک کو دیدی، جسنے اوسی تلوار سے اُسکا کام تمام کیا۔

جب اسطور سے اُجرتی سپاہی اور باہر کے لوگ فوج مین داخل ہوئے، اور عربون کی قدر کم ہوگئی، اونکی تنخواہون اور وظیفون مین بھی فرق آگیا، اور فوج کے کام سے بیکار ہوگئے۔ چونکہ وہ زراعت تجارت وغیرہ تو جانتے ہی نہ تھے، اسلیے اُنہون نے بھی خانہ بدوشی اختیار کی، اور پھر اپنی بدویت کی حالت مین رجوع کرنے، اور گھوڑے بندوق اور نیزے سے کام لینے لگے۔ اس تغیر سے جو عرب کی فوجی حالت مین پیدا ہوا، خلفار کی عظمت کا زمانہ جلد گزر گیا، صوبجات مین بغاوت پھیل گئی، سلاطین اور اُمرائے خودمختاری اختیار کی، باہمی نزاع اور بدنظمی نے دارالخلافت کو اپنا گھر بنایا۔ اور وہ اُجرتی فوجین جو مدد کے لیئے باہر سے بلاکر نوکر رکھی گئی تھین، اپنے آقاؤن پر بگڑ بیٹھین، اور بجاے نوکرون کے آقا بن گئین، اور ترکی غلام، ترکی سپاہی، ترکی جنرل، اور ترکی امیر خلیفہ کے جان و مال کے مالک بنگئے۔ اُنہون نے خلافت کو اپنا کھلونہ بنالیا، کسیکو گدی سے اوتارا، کسیکو بٹھایا، کسیکو مارا، کسیکی آنکھین نکالین، کسیکو اپنا پنشنخوار بنایا، کیا خوب کہا ہے ایک نامور مورخ نے کہ "وہ عصا جسپر خلفار نے ہاتھ ٹیک کر سہارا لیا تھا وہی

اُنکے حق مین اژدہا ہو گیا"۔

اگرچہ خلفاء عباسیہ کی خلافت تیسری صدی مین نہایت ضعیف ہو گئی تھی مگر نام باقی تھا، اسپین، ٹرکی، ایران وغیرہ مین امیر المومنین کے نام سے یاد کیے جاتے تھے، خراج تو کوئی بھیجتا نہ تھا مگر نام کے لیئے خطبہ خلیفہ ہی کے نام کا پڑھا جاتا تھا۔ لیکن پانسو برس کی سلطنت کے بعد یہ نام بھی باقی نرہا، اور چنگیز خان کے پوتے نے عباسیونکی خلافت کا نام بھی زمین کے صفحہ سے مٹا دیا، اور اونکے ساتھ عربونکی ملکی تاریخ کا بھی گویا خاتمہ ہو گیا۔

عربون کی سلطنت اگرچہ عرب شام مین اسطور پر تباہ ہوئی مگر اوسکی شاخین جو دوسرے ملکون مین پھیلی ہوئی تھین کچھ دنون تک تروتازہ رہین، اونمین سے بڑی سلطنت وہ تھی جو مسلمانون نے اسپین مین قایم کی تھی۔

اس سلطنت کا حال سنئیے، کہ ساتوین صدی کے اوایل مین خلیفہ عبد الملک کی عہد حکومت مین اسلام کی فوجین افریقہ سے بڑھکر سیئُٹا (Centa) تک پہونچگئی تھین، یہان سے تنگ آبنار جبل الطارق کے اوس پار اسپین (Spain) کا ملک نظر آتا تھا، خلیفہ وقت کے گورنر موسی نے اُس ملک کے فتح کرنیکا ارادہ، اور اپنے سپہ سالار طارق کو معہ پانچ ہزار فوج کے روانہ کیا۔ یہ لوگ اُس مقام پر اُترے جہان آج کے دن جبرالٹر (Gibralter) کا قلعہ واقع ہے، گویا اسی نام سے وہ اندلس کے فتح کرنے والے کی آجتک یاد دلاتا ہے۔ اگرچہ یہ فوج اندلس کے صرف حالات دریافت کرنے کے لیئے بھیجی گئی تھی، مگر پہلے ہی مقابلہ مین وہان کے باشندون کو ایسی شکست ہوئی، کہ کل ملک حملہ آورون کے تصرف مین آگیا۔ موسی نے اپنے سپہ سالار پر رشک کھا کر اوسکو یہ حکم بھیجا کہ میرے آنے تک انتظار کرو، مگر طارق فتح کے نشہ مین سرشار آگے بڑھ گیا، اور جب گورنر وہان پہونچا، تو اس کامیاب سپہ سالار طارق کو یہ انعام ملا، کہ اُسے تازیانے لگائے گئے، مگر گورنر کو بھی آخر یہی انعام ملا۔ جسوقت خلیفہ نے موسی کو بلا بھیجا

اور وہ خلیفہ کے سامنے حاضر ہوا۔ خلیفہ نے موسیٰ پر بھی اونھین سزاؤن کا حکم صادر فرمایا، جو موسیٰ نے
اپنے ماتحت کو دی تھین۔ لیکن قبل اسکے موسیٰ نے اسپین کے تمام جزیرہ نما کو فتح کر لیا تھا، اور
پرینیز (Pyrenees) کے پہاڑون پر سے فرانس کا زرخیز میدان اُسکے قدمونکے لئے پھیلا
ہوا نظر پڑتا تھا۔ اُندلس مین مسلمانون نے جو ترقی کی وہ اسقدر عظیم تھی کہ آج اسکو باور کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے کہ
اُندلس کے فتح کرنے مین دو برس بھی صرف نہوئے تھے کہ فرانس پر حملہ آوری کر دیگئی۔ پانچہزار بربر کے
سپاہی جو پہلے اس مہم پر بھیجے گئے تھے، اونکے ساتھ موسیٰ نے اٹھارہ ہزار عرب شریک کر کے اپنی
فوج کو ایسا بنا لیا، کہ کوئی اُسکو روک نہ سکے۔ ساتوین صدی عیسوی کی ابتدا مین یہ معلوم ہوتا تھا، کہ تمام
یورپ مسلمانون کا مطیع ہو جائیگا، اور عیسائی مذہب کی دار الخلافت "روما" مین اسلام کے خطبہ پڑھے جائینگے
جو ایک وقت مین دہمکی دیگئی تھی پوری کر دکھائی جائیگی۔ لیکن یہ سلسلہ فتوحات کا ۷۳۲ء مین ٹورس
(Taurs) کے مقام پر یکایک ختم ہو گیا، اس مقام پر مسلمانون کو ایسی شکست ہوئی، کہ مسلمانونکے
قدم پرینیز پہاڑ کے اوس پار نہ بڑھ سکے۔ یہ شکست اسوجہ سے ہوئی کہ اسلام کی فوج بے دیکھے بھالے بہت آگے بڑھ گئی
تھی، اور سپہ سالارونمین آپس مین نفاق پیدا ہو گیا تھا۔ آخر کار اسلام کا زور اُندلس جیسے چھوٹے ٹکڑے مین
محدود ہو گیا۔ سات سو برس تک مسلمانونکی سلطنت اندلس مین تمام دنیا بھر کے لئے عظمت و جلال کا نمونہ تھی،
کوئی نظیر اُس فیاضی اور دریا دلی کی قوم مفتوح کے ساتھ سلوک کرنے مین ایسی بہم نہین پہنچ سکتی، جو مسلمانونکی
سلطنت اندلس کا مقابلہ کر سکے۔ اندلس بنی امیہ کے خلیفہ کے زمانہ مین فتح ہوا تھا، اسلئے اس ملک کی
سلطنت اونکی خلافت کے زوال کے بعد اونکے ہاتھ سے نہ نکلی۔ جسوقت بنی اُمیہ کا خاندان تباہ
ہوا، تو قتل عام سے ایک شخص عبد الرحمن بچکر اسپین پہونچا۔ یہان پر لوگون نے اُسکی بڑی آؤ بھگت
کی، اور تخت پر بٹھلایا۔ لیکن اسکے ساتھ ظلم و تعدی کا وہی زمانہ اسپین مین بھی شروع ہو گیا، جو ہمارے
خاص وطن مین قایم تھا، اور یہی ظلم باعث ہوا اسپین مین بھی اون نتایج کے پیدا کر دینے کا جس نے

عربستان کو تباہ کیا تھا۔ ملک مین بغاوت پھیلی، اور اُسکے خاص تین سرداروں نے سازش کرکے فرانس کے بادشاہ شارلمین (Charlemagne) کو سلطنت اسپین پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ محض اتفاق تھا کہ اسقدر محنت سے قایم کی ہوئی سلطنت اُسیوقت برباد نہو گئی۔ شارلمین کو اپنے باغی امراکی سرزنش سے فرصت نملی، کہ اسپین پر حملہ کرے۔ عبدالرحمن نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر ان ہی بد اندیشون سے بدلا لینے کا خوب موقع پایا، یہ انتقام ایسی سختی اور شدت سے لیا گیا، کہ پھر کسیکو اوسکے خلاف سازش کرنیکی جرأت نہوئی۔ مسٹر لین پول کا بیان ہے کہ وہ بدعہدیون اور خونریزیون کی وجہ سے ایماندار آدمیون نے اسکی خدمت سے انکار کیا، اور اُسکے پرانے خیرخواہون نے، جنہون نے اُسکے اسپین آنے پر ایسی خوشی سے اُسکی آؤ بھگت کی تھی، اسکے ظلم و ستم دیکھ دیکھ کر وفاداری سے منھ موڑنا شروع کر دیا۔ اسکے رشتہ دار جو خلفاء عباسیہ کے ڈر سے بھاگ کر اسکے دربار مین جمع ہو گئے تھے، اسکی جابرانہ حکومت سے ایسے بیزار ہو گئے، کہ اسکو تخت سے اُتارنے کی سازشون مین شریک ہونے لگے، اور اپنی جانین کھو بیٹھے۔ عبدالرحمن یکہ و تنہا رہ گیا، اُسکے پرانے خیرخواہ اُسے چھوڑکر چلے گئے، اُسکے رشتہ دار اور نوکر تک اُسکے دشمن بنگئے۔

کچھہ تو اندرونی بکھیڑون کی وجہ سے اُسکی تیز مزاجی مشتعل ہو گئی، اور کچھہ فی نفسہ وہ اُسکی طبیعت بےرحم تھی۔ دغابازی اور ہلاکت سے اپنی آپکو بچانیکے لئے عبدالرحمن نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا، جو خلفاء بغداد کی بربادی کا باعث ہوا تھا۔ اسنے بھی خلفاے بغداد کیطرح غیر قومونکی اجرتی فوج کو بھرتی کرنا شروع کیا، یہانتک کہ چالیس ہزار افریقہ کے سپاہی اُسکی حفاظت کے لئے مامور تھے۔ عبدالرحمن کے مرنے کے بعد چند روز تک اسکے ظلمو کی یاد سے لوگونکے دلونمین بغاوت کی جرأت پیدا نہوئی۔ اسکا جانشین نہایت نرم مزاج اور پاک طینت تھا، اور لوگ اُسے ہر دلعزیز اور منصف کے خطابون سے یاد کرتے تھے، مگر باوجود اسکے اسکی سلطنت کو آٹھ برس گذرے تھے کہ بغاوت کا طوفان ٹوٹ پڑا۔ سازش کے بعد سازش، اور قتل عام کے بعد قتل عام جاری ہو گیا، اور آپسمین جنگ و جدال شروع ہو گئی۔ اسوقت تک ایک اور نئی قوم یعنی ملک کے نومسلم باشندے بھی میدان مین

آ چکے تھے، یہ خاص اندلس کے رہنے والونکی اولاد مین تھے، جنھون نے ابتدا ہی حکمرانون کی فیاضی دیکھکر اسلام قبول کر لیا تھا۔ کل مذہب تبدیل کرنے والونکی طرح انمین عربون سے زیادہ تعصب تھا، اور اپنے دورہ کرنیوالے ملاؤن کے ذریعہ سے بے اطمینانی اور بغاوتون کو پھیلایا کرتے تھے۔ بے انتظامی اس حد کو پہونچگئی تھی کہ بہت سے صوبے خود مختار بن گئے، اور علیحدہ علیحدہ بادشاہ مقرر ہو گئے۔ سیویل (Seville یہ اسپین کے ایک صوبہ کا نام ہے) کے بادشاہ ابو حجاج کا دربار تو شاہنشاہی شان و شکوہ سے ہوا کرتا تھا، غیر ملکون کے بادشاہون کے یہان سفیر حاضر ہا کرتے تھے، اور مدینہ اور بغداد سے تحایف پیشکش جایا کرتے تھے، اسکی فیاضی کا وہ شہرہ پھیلا، کہ قرطبہ کے شعرا جوق جوق اسکے دربار مین جا کر حاضر ہو گئے۔ غرضکہ اس طوائف الملوکی، اور چھوٹے چھوٹے سلاطین کے خود مختار، اور اپنی علیحدہ علیحدہ سلطنت قایم کرنے سے اصلی قوت اتنی کم ہو گئی تھی، اور ضعف اتنا طاری ہو گیا تھا کہ جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ مسلمانی حکومت کا اختتام قریب آ پہونچا ہے۔ ڈاکوؤن کے گروہ ملک کو تباہ کئے دیتے تھے، اور اسقدر جرات اونکی بڑھگئی تھی کہ قرطبہ کے دروازہ تک لوٹ مار جاری تھی، اس زمانہ کے ایک مصنف نے چشم دید حقیقت ان الفاظ مین بیان کی ہے "ملک پر تباہی چھا رہی ہے، آفتون کا سلسلہ ہے کہ ختم ہی نہین ہوتا، لوٹ مار برابر جاری ہے، بے بیان اور بچے غلامی مین کھچے چلے جاتے ہین"، ایسی ردی حالت کے زمانہ مین عبد الرحمن ثالث قرطبہ کے تخت پر ۹۱۲ء مین یعنی قریب قریب پہلی فتح کے دو سو برس بعد جلوس فرما ہوا اس بادشاہ کی جوانمردی اور استقلال نے یہ نتیجہ پیدا کر دیا، کہ آخر کار ملک کو امان ملی اور وہ کل بغاوتین جو ایک مدت سے پھیلی ہوئی تھین فرو ہو گئین۔ یکے بعد دیگرے کل صوبہ جات فتح کر لئے گئے یہانتک کہ آخر کار عبد الرحمن تمام ملک اسپین کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس بادشاہ نے آخر کار خلیفہ کا خطاب اختیار کیا، لیکن ان سب اغراض کے حاصل کرنے مین عبد الرحمن کو بھی اجنبی سپاہیون سے کام لینا پڑا۔ اون سب مین سر آوردہ وہ گروہ تھا، جو اسکی حفاظت جان کے لئے "سلیوز" (Slaves) یعنی غیر ملک کے خریدے ہوئے

غلامون سے مرکب تھا۔ اندلس کی یہ حالت ہوگئی، کہ اُجرتی سپاہیون کے بغیر کام ہی نہ چل سکتا تھا، اسواسطے کہ قرطبہ کے خلیفہ کے دشمن اوسیکی رعایا مین سے تھے، اور اونمین سے کئے منتخب کیئے ہوئے سپاہیون پر بھروسہ نکیا جاسکتا تھا۔ ملکی دشمنون کے سولے عبدالرحمن کو بیرونی دشمنون کا بھی خوف لگا ہوا تھا، شمالی افریقہ کے خلفاء ہمیشہ لڑنے بھڑنے پر تیار بیٹھے رہتے تھے۔ ادہر اسپین کے شمال مین ایک ایسے زبردست دشمن کی قوت بڑہتی چلی جاتی تھی جس سے مسلمانون کی آفتاب سلطنت کے غروب ہونے، اور آخر کار اندلس سے نکالے جانے کا سامان تیار ہورہا تھا، یہ عیسائی تھے۔ ان دشمنون کا وجود مسلمانون کی غفلت اور بے پروائی کا نتیجہ تھا۔ عیسائی جسوقت اندلس سے نکالے گئے، تو اون مین سے تھوڑے سے لوگون نے اسچوریا (Asturia) اور لیان (Leon) کے پہاڑون مین پناہ لی تھی، انکے سرغنہ پلیگو (Pelago) یا جیساکہ مثنویون مین بیان کیا گیا ہے پلیجی اس (Pelagius) کے ساتھ تیس آدمی اور دس عورتون نے کوواڈنگا (Covadonga) کے غار مین پناہ لی تھی۔ اس چھوٹے سے ٹکڑے کی عربون نے اپنے غرور سے کچھ پرواہ نکی، اور نہ ضرورت سمجھی کہ اونکو وہان سے نکالدین۔ ایک زمانہ کے بعد مصرورین کے یہ چھوٹے سے ٹکڑے بڑہتے بڑہتے ایک جنگی گروہ ہوگئے، اور اونکی دلونمین نہایت جوش سے اپنے بزرگون کی بربادی کا انتقام مسلمانون سے لینے کی آرزو پیدا ہوئی۔ جسوقت عبدالرحمن ثالث تخت نشین ہوا، اس گروہ کی تعداد مسلمانون کے لئے خطرناک ہوچکی تھی، انکے بادشاہ ارڈنڈ (Ordond II) ثانی نے صوبہ اندلس پر حملہ کیا، اور شہر بیڈیجاز (Badajoz) سے جو قرطبہ سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے، خراج وصول کرکے لیگیا۔ انکے خلاف مین خلیفہ نے بذات خود فوجکشی کی، اور ویل آف ریڈیس (Vale of Reeds) کے مقام پر شکست دی۔ عبدالرحمن نے اس فتح کے بعد خلیفہ کا خطاب اختیار کیا، اور اسی خطاب سے تیس سال اوسکی حکومت کی، مگر قبل

اسکے کہ پندرہ برس بھی گزرین وہ عیسائی گروہ جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے، پھر لڑنے بھڑنے کو تیار ہو گیا، اور
اونکے بادشاہ رامیرو (Ramiro) نے ۹۳۹ء مین عبدالرحمن کو القمان دِغا
(Alhandega) کے مقام پر شدید شکست دی - یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مقام پر پچاس
ہزار مسلمان مارے گئے اور خلیفہ معہ پچاس سوارون کے اپنی جان بچا کر بھاگ گئے - عیسائیون مین
جو اندرونی فتنہ و فساد تھا، اُسکی وجہ سے وہ اس فتح کو پورے پورے طور پر کام مین نہ لا سکے، خلیفہ نے
اُس سے صلح کر لی اور نوور (Navarre) کے بادشاہ کو اپنے یہان مہمان ٹھہرایا، اور
اپنی فوج سے لیان کے جلاوطن کیے گئے بادشاہ کو اپنا تخت واپس لینے مین مدد دی - اس خلیفہ کے
زمانہ مین مسلمانونکی عظمت ملک اسپین مین اعلے درجہ پر تھے - مسٹر لین پول (Mr Lane Poole)
کا بیان ہی، کہ قرطبہ مین کبھی اتنی دولت اور ایسی سرسبزی پیشتر نہین دیکھی گئی تھی، صوبہ اندلس کی زراعت
کبھی ایسی ترقی کی حالت مین نہ تھی، قدرتی زرخیزی زمین کو انسانی ہنر اور محنت نے کمال کو پہونچا دیا تھا،
بے امنی کا نام و نشان باقی نہ تھا، قانون کی عزت اور عمل آوری پورے پورے طور پر کیجاتی تھی شہنشاہ
قسطنطنیہ، شاہ فرانس، جرمنی اور اطالیہ کے سفیر اسکے دربار مین حاضر رہا کرتے تھے - عبدالرحمن کا بیٹا بہت
بڑا عالم تھا، مگر فن سپہ گری اور تدابیر مملکت سے بے بہرہ - اسمین کچھ شک نہین، کہ علوم و فنون کو اُسکے
زمانہ مین بہت بڑی ترقی ہوئی، مگر بغاوتون کا انسداد پورا پورا کبھی نکر سکا - اسکے مرنے کے بعد بعض واقعات
ایسے پیش آئے جنکی وجہ سے یہان بھی بعینہ وہی حالت ہو گئی، جو خلفاء بغداد کی تھی - چونکہ بادشاہ بہت ہی
کم سن تھا، اسلیئے کُل انتظام مملکت اُسکے وزیر المنصور کے سپرد ہو گیا، اُسنے تھوڑے عرصہ مین اپنے آپکو
بادشاہ بنا کر خلیفہ کو بالاے طاق رکھدیا -

حضرت خلیفہ زنانہ مین مزا کیا کرتے تھے، اور وزیر بادشاہت - بہت شان و شوکت کی حکومت کے بعد
وزیر نے ۱۰۰۲ء مین وفات پائی، اور اُسکے بعد اسپین مین پھر وہی بدنظمی شروع ہوئی - ۸۰ سال تک مختلف

سردار، اور ظالم حاکم، ظلم اور فساد کرتے رہے، نت نئے خلیفہ، اور نت نئے بادشاہ پیدا ہوتے تھے ۔ سلیئون کی فوج جو شاہی تخت کی حفاظت کے لئے ابتداءً مامور ہوئے تھے، اُسنے خلیفہ کو شطرنج کا مُہرہ بنالیا۔ عبدالرحمن کا بیٹا معہ اپنی ایک لڑکی کے مسجد کے ایک غلیظ تہ خانے مین قید کر دیا گیا تھا، یہان ان دونون کو بے آب و دانہ رکھا گیا، اُسوقت امیرالمومنین کے دلمین جو کچھ خواہش تھی وہ یہ تھی، کہ ایک ٹکڑا روٹی اور ایک چراغ میسر آسکے۔ اس بدنظمی سے عیسائیون نے جنکی طاقت ہر روز بڑہتی جاتی تھی، بہت کچھ فائدہ اُٹھایا۔ الفانزو (Alfanso) اسچوریا (Asturia) اور لیان (Leon) اور کیسٹیل (Castille) تینون بادشاہون کو اپنے زیر حکومت کرکے ایک فوج ہمراہ لیکر اسپین کے جنوب مین جبل الطارق تک جا پہونچا، اور یہان سمندر مین نہانے کی منت پوری کی ۔ یہ حالت دیکھکر اسپین کے مسلمانون نے اپنے افریقہ کے ہم مذہبون سے استمداد کی۔ مدد تو آئی، مگر بربر کی ایک قوم کی قوم آکر اسپین مین آباد ہو گئی، اور اگرچہ اُنکی مدد سے ملک مین امن و امان قایم ہو گیا، مگر اُنہون نے خود ملک ہی پر قبضہ کر لیا۔ سنہ ۱۱۰۲ء مین جب یوسف کا انتقال ہوا، تو اسپین کا وہ حصہ جو مسلمانون کے قبضہ مین تھا، افریقہ کی سلطنت کا ایک صوبہ بنگیا۔ اُسکے مرنے کے بعد بربر کے لوگ جو اسپین مین رہ گئے تھے، بالکل مطلق العنان ہو گئے۔ چھوٹے چھوٹے بادشاہون، اور سردارون نے سرکشی کرکے علیحدہ علیحدہ سلطنتین قرطبہ، قادص، غرناطہ، اور ویلنشیا (Valencia) مین قایم کرلین۔ مگر پھر ایک شخص ایسا پیدا ہوا، جسنے اسپین کے مسلمانی صوبونکو ایک سلطنت قرار دیکر امن و امان بخشا، اس شخص کا نام عبدالمومن تھا۔ مگر اب اسوقت مین وہ عظیم الشان اور آخری جنگ مسلمانون اور عیسائیون مین شروع ہوئی جسکا آخری نتیجہ یہ ہوا، کہ اسپین کے مسلمانونکی سلطنت کا نام و نشان مٹ گیا۔ بارہوین صدی کے آخر مین (سنہ ۱۰۹۴ء) سیڈ (Cid) نے صوبہ ویلنشیا کو فتح کرکے اپنے آپ کو بادشاہ قرار دیا، اسکے بعد تو مسلمانونکی سلطنت اسپین کا زوال گویا بالکل قریب ہی آگیا۔ افریقہ کی سلطنت سے جو کچھ باقی بچا تھا

اُسپر توحمدویون کا خاندان حکمران ہوگیا - اسپین مین جو مسلمان بادشاہ تھے اونمین باہم سخت عداوت اور دشمنی تھی، کل شہر یکے بعد دیگرے عیسائیون نے فتح کرلئے اور حمدویون کو اسپین سے نکال باہر کیا - آخر ۱۲۳۸ء مین مسلمانونکی زیر حکومت اسپین کے جزیرہ نما کا ایک صوبہ غرناطہ باقی رہ گیا تھا، اور اوسکا بھی انجام بہت ہی قریب تھا - اس ذراسے صوبے مین بھی جھگڑے اور فساد پھیلے ہوے تھے - آخر آپس کے نااتفاقی کی وجہ سے یہ صوبہ بھی مسلمانون کے ہاتھ سے نکل گیا، اور ۱۴۹۱ء مین آٹھ سو برس کی اسلامی سلطنت کے بعد اخیر مسلمان بادشاہ ابو عبداللہ غرناطہ سے سدھارا، اور کنجیان فرڈینینڈ (Ferdinand) کے حوالہ کرکے اپنے شہر پر ایک حسرت کی نگاہ ڈالی، اور جلاوطن ہوا، اس مقام کو اب تک اخیر آہ مور کے نام سے یاد کرتے ہین، یہ وہ اخیر آہ تھی جسکے ساتھ مسلمانون کی سلطنت کا اسپین مین خاتمہ ہوگیا -

اُسوقت جب مسلمان اسپین سے نکالے جارہے تھے، اور جب بغداد کی سلطنت کو زوال آگیا تھا ٹرکی مین مسلمانونکی ایک سلطنت قایم ہوئی جو آجتک موجود ہے - عثمانی ترکون کی تاریخ، دنیا کی تاریخون مین سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے، اور اسمین بھی وہ صفات موجود ہین جو دوسری اسلامی سلطنتونمین موجود تھین - شروع مین آنکی فتح چارونطرف ہونے لگی، انکی فوجین اپنے دشمنون پر ایسی فتح پاتی تھین کہ گویا یہ خیال ہوتا تھا کہ تمام دنیا انکے قدمونکے نیچے آجائیگی - ترکون مین بہت سے اسباب ترقی کے روکنے والے موجود تھے - وہ اپنی کامیابی کے گھمنڈ مین دوسرون سے کچھ سیکھتے نہ تھے، اور دوسرے ملکونمین جو لگاتار دماغی ترقیان ہورہی تھین، اُن سے کچھ فائدہ اُٹھانا اپنی شان کے خلاف تصور کرتے تھے، اونمین پرانا جوش نافرمانی اور حسد کا قایم تھا، جس سے بہت سے خونخوار معاملات انتقام کے واقع ہوئے - سولھوین صدی کی وسط مین سلطان سلیمان المشہور بہ عالیشان کے عہد مین ترکی سلطنت عروج پر پہونچگئی تھی، فرانس اور انگلستان اِن سے دوستی کے خواہشمند رہا کرتے تھے، اونکی عظمت عیسائی بادشاہونکے دلونمین یہانتک

سمائی ہوئی تھی، کہ خود شاہنشاہ جرمنی سلطان کے وزیر اعظم کے بھائی بننے کی آرزو رکھتا تھا، گویا وہ اپنا رتبہ سلطان کے وزیر کے برابر سمجھتا تھا - یورپ کی تمام قومین ترکون سے ڈرتی تھین، اور ایک وقت یہ معلوم ہوتا تھا، کہ انکی قوت کے پھیلنے کے لئے کوئی چیز حارج نہوگی اور ہلال بدر ہوئے بغیر نہ رہے گا - لیکن سلیمان کے مرتے ہی سلطنت مین زوال شروع ہوا، جو آجتک چلا جا رہا ہے - اس قریب دو سو سال کے عرصہ مین کوئی ایسا دس سال کا زمانہ خالی نہ گیا ہوگا، جسمین ترکی فوج کو شکست نہوئی ہو، اور صوبے پر صوبے انکی حکومت سے نکل نہ گئے ہون - قریب دو سو سال سے اس سلطنت کو سکیمن (Sickman) لکھتے ہین اور اُسکی نسبت یہ پیشین گوئیان ہوئی ہین کہ وہ جلد فنا ہو جائیگی - لیکن بیمار آدمی ابھی تک نہین مرا، اور اخیر روسی لڑائی مین اُسنے دکھا دیا ہے، کہ ابھی تک اُس قوم مین اچھی جان موجود ہے - جو ترقی ہوئی ہے وہ اُس تہذیب کا نتیجہ ہے، جو اس صدی کے شروع مین سلطان محمود نے جاری کی تھی - اُسنے دیکھا کہ ٹرکی کی سلطنت کا وجود اِن اصلاحون کے جاری کرنے پر منحصر ہے، جو انکی چارونطرف ہو رہی ہین - آخرکار فوج مین اصلاح ہوئی، فوجی تعلیم و تربیت کو ترقی دیگئی، اور نئے ایجاد کئے ہوئے ہتیار کام مین لائے گئے اپنی عادتون مین تبدیلی کرنا، ترک لوگ اسقدر کراہت کی نظر سے دیکھتے تھے، کہ یہ بات انکی تاریخ مین مشہور ہوگئی ہے، یہانتک کہ سلیم اول کے زمانہ مین، یعنی سولھوین صدی کے شروع مین مصر مین فوج نے توپون کے استعمال کرنے سے انکار کیا، کیونکہ اُنکے غلط خیال مین یہ تشبیہ بالکفار تھا - اگرچہ اور قومون نے ثابت کردیا کہ صرف قواعد دان فوج لڑائی مین زیادہ کارگر ہوسکتی ہے، لیکن ترک لوگون نے ہر قسم کی تعلیم پانے سے انکار کیا - شِوِیلیر فولَرڈ (Chevalier Folard) مشہور فرانسیسی مورخ نے یہ بیان کیا ہے، کہ اٹھارھوین صدی کے شروع مین جو ترکون کی فوج کو شکست ہوئی، اُسکی وجہ یہ تھی کہ اُنھون نے ادن نئے ہتیارونکو لڑائی مین استعمال نہین کیا - ایڈورڈ کریسی (Sir Edward Creasy) کی رائے مین سنگینون سے عیسائیونکو مسلمانون پر فتح ہوئی - جب صدی گذشتہ کے آخر مین سلطان نے

یا توپ خانہ فرانسیسی قاعدہ پر تیار کرنے کا ارادہ کیا (توجینی زری) (Janussary)
ایک فوج تھی جسکو ترکی مین ینگ چری کہتے تھے) نے مطلقاً ان ہتیارون کے اختیار کرنے اور فرانسیسی
قواعد کو سیکھنے سے انکار کیا، مگر آخرکار جو اصلاحین محمود نے اس صدی کے پچھلے پچیس برس مین جاری کی
تھین، وہ بجبر تمام اختیار کی گئین -

ینگ چری کی قوت توڑنے، اور پرانے قاعدون اور خیالات کے مٹانے مین بہت بڑی خونریزیان ہوئی
ہین یہ معاملہ بندہ کے لئے غور طلب ہے کہ آیا جو اصلاحین اُس زمانہ سے جاری ہوئی ہین وہ ترکی سلطنت کو
مہتار کرنیکے لئے کافی ہونگی یا نہین، اکثر یورپ مین دانشمندونکی یہ راے ہے، کہ وہ اصلاحین کسی مردہ پر بجلی
کا امتحان کرنے سے زیادہ موثر نہین ہین، اور بعضے یہ خیال کرتے ہین، کہ محمود کی اور اُسکے جانشین
سلطانونکی جاری کی ہوئی اصلاحون کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کچھ رمق باقی رہ گئے تھے اُسکو دور کرنے سے سلطنت کو
زوال پہونچا اور نئی زندگی نہ پڑی - اگرچہ میری یہ راے نہین ہے، مگر اسمین کچھ شبہ نہین کہ سلیمان کے زمانہ
سے اس صدی کے آغاز تک جسکو دو سو سال سے زیادہ کا عرصہ ہوتا ہے، ترکون کی سلطنت حالت
سکون پر رہی، اور دوسری یورپین قومین بڑی جلد جلد ترقی کرتی رہین - جو قوم کہ حالت سکون پر رہیگی، اُسکو
ضرور زوال ہوگا - ترکی کی موجودہ زندگی کچھ اُسکی ذاتی قوت کی وجہ سے نہین ہے، بلکہ اُس مدد کی وجہ سے
ہے جو یورپ کی مغربی قومین اُسکو دیتی ہین، اور اُنکا باہمی حسد، ترکون کے اُس پھول باغ کا، جو کہ یورپ مین
رہ گیا ہے، محافظ ہے، ورنہ وہ کبھی کب کا کاٹ گیا ہوتا، اور یورپ مین اسلام کا نام کے سواے کچھ
نشان نہ رہتا -

چونکہ آپ صاحبون مین سے اکثر لوگ مسلمانونکی ہندوستان کی سلطنت کی تاریخ سے بخوبی واقف ہین،
اسلیے میرا یہ ارادہ نہین کہ مین اُسکو تفصیل سے بیان کرون - ابتدا مین مسلمانون نے ہندوستان پر جو حملے کیے
ان سے کوئی دوامی فائدہ حاصل نہوا، نہ ایک مستقل سلطنت جسکی حکومت سارے ہندوستان پر ہوتی

قایم ہوئی، البتہ خاندان تیموریہ کے زمانہ سے بیشک مستقل سلطنت کے آثار نمایان ہوئے، گو تیمور نے
بھی محمود غزنوی کیطرح چڑہائی کرکے ملک کو فتح کیا، مگر اُسنے ہندوستان کو اپنا گھر نہ بنایا، اور یہان اقامت
اختیار نکی، جو کچھ پایا وہ لے دے کر چلدیا۔ بابر کے زمانہ سے ہندوستان کی باضابطہ سلطنت اور شاہی
خاندان قایم ہوا، مگر بابر بھی ہمیشہ اپنا وطن مالوف چھوڑنے کا افسوس کرتا رہا۔ خاندان تیموریہ کے سایہ عاطفت
مین مسلمانون نے بہت جلد ترقی کی، چارونطرف حملے شروع ہوگئے، اور ہندو راجاؤن کو دکن کیطرف
دباتے ہوے چلے گئے، اور مناسب موقعون پر، اُنکی سرکشیان روکنے لئے چھوٹی چھوٹی ماتحت حکومتین
قایم کین۔ مغلون کی سلطنت اکبر کے زمانہ مین عروج پر پہونچگئی، عقل و دانش، استقلال اور بے تعصبی مین
اس بادشاہ کی کسی تاریخ مین نظیر نہین پائی جاتی، ہندو راجاؤن سے اس قسم کی محبت پیدا کرنا، کہ اُسکے برے
اور بھلے مین شریک رہین، اوسیکا کام تھا، معزز سے معزز راجپوت راجاؤن نے اس بادشاہ کے ساتھ
اپنی بیٹیان بیاہ دی تھین۔ اکبر کو معلوم ہوچکا تھا کہ ہندؤن مین انتظام کی بہت بڑی قابلیت ہے،
اسلیئے اُسنے ان لوگونکو بکشادہ پیشانی سلطنت کے اندرونی انتظام مین پورا دخل دیا، خزانہ اور مالگزاری
کا کل انتظام انہین لوگونکے سپرد تھا، اور یہ کہنا کوئی مبالغہ نہین ہے، کہ ان دونون صیغون کا انتظام
کسی اور بادشاہ کے زمانہ مین اس سے بہتر نہ تھا۔ اسمین کوئی کلام نہین کہ ہندوستان مین اکبر کے دربار
سے زیادہ کسی بادشاہ کا دربار اس شان و شکوہ کا نہ تھا۔ تمام دنیا اور تمام مذہبون کے علما اُسکے دربار مین
ٹوٹ پڑے تھے، اور ہر مذہب اور ہر قوم کے لوگون کے ساتھ ایک ہی طرح کا برتاؤ ہوتا تھا۔ یہ کہنا کہ ہندوستان
کی کیا حالت ہوتی، اگر اکبر کے چند جانشین اُسکی پالسی پر چلے ہوتے، مشکل ہے، مگر اسمین تو کچھ شک نہین
کہ سلطنت نہایت مستحکم بنیاد پر قایم ہوجاتی، اور یہ بھی بہت قرین قیاس ہے، کہ ایک عرصہ کے بعد
ہندوستان کی کل آبادی ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک ایک قوم ہوجاتی، اور ایک ہی مذہب اختیار کرلیتی،
گو یہ کہنا دشوار ہے کہ کونسا مذہب اختیار کیا جاتا۔ مگر اکبر کے جانشین اُسکے طریق اور اصول کے پابند نہ تھے،

فساد کی قوتین اپنا کام شروع کر چکین تھین - اور زوال کا عمل آغاز ہو چکا تھا، صوبہ جات مین رقابتون کا زور قایم ہو چکا تھا، اور آپس ہی کے لڑائی جھگڑون پر اکتفا نکی جاتی تھی، بلکہ اسیات مین بھی کوشش کیجاتی تھی، کہ شاہنشاہی حکومت کی اطاعت سے سبکدوشی حاصل کرلیجاوے - مگر سب سے زیادہ بدنصیبی کی بات یہ تھی کہ خود شاہی خاندان مین نفاق کے قدم آچکے تھے - شاہزادے ایک دوسرے کے خلاف مین سازشون مین مصروف تھے اور حکومتون کے حاصل کرنے مین برادر کشی اور پدر کشی تک دریغ نکیا گیا -

اورنگ زیب کی سلطنت کے زمانہ مین، جسکی مدت پچاس سال سے زیادہ تھی، اور جسنے اپنی بے نظیر لیاقت اور مشہور قابلیت اور حیرت انگیز محنت اور بہادری سے اپنی سلطنت کو ایسی وسعت دی تھی، جو کسی پچھلے زمانہ مین کسی شاہنشاہ کو نصیب نہین ہوئی، زوال کے آثار شروع ہو چلے تھے - اورنگ زیب کی سختیون اور تعصب کی بدولت، مرہٹے ڈاکوون سے بڑہتے بڑہتے ایک قوم بنگئے، اور اس سلطنت مغلیہ پر صدمہ پہونچانیکے لایق ہو گئے تھے - اگرچہ اوسکی دانائی اور بہادری سے کل صوبہ جات یکے بعد دیگرے فتح کر لئے گئے، مگر جو صوبہ دار مقرر ہوتا وہ خود مختار ہو جانے کی کوشش کرتا، اور اُسکے بیٹے بغاوت کا علم بلند کرنے کے لئے ہمیشہ آمادہ، اور اُسکے لئے سازشین کرتے رہتے جس سے نہ صرف اُسے اپنے بیٹون کے ساتھ سختی کرنے، اور زنجیرون مین جکڑنے کی ضرورت ہوتی، بلکہ شاہزادیون پر بھی کھلم کھلا غضب سلطانی نازل کرنے پر مجبور ہوتا -

گو اُسکے جیتے جی اُسکی سلطنت تمام جزیرہ نما مین قایم رہی، مگر اورنگ زیب کے مرنے کے ساتھ ہی فتنہ و فساد کی آگ جسکو وہ بمشکل روک سکا تھا، ایک دم سے بھڑک اُٹھی - اُسکے بیٹے اور پوتے آپس مین ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے - یہان تو یہ جھگڑے قصے ہو رہے تھے، اودہر صوبہ جات کے صوبہ دارون اور ہندو راجاؤن نے اپنے اپنے خود مختاری کے علم بلند کئے - سلطنت کے حاصل کرنے کے لئے جو جھگڑے پیدا ہوئے تھے، اُسکی رفع ہونے تک اُس سلطنت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا باقی رہ گیا - جنوب مین ارکاٹ کے نواب نے

خودمختاری اختیار کرلی، حیدرآباد مین آصف جاہ نے ایک خودمختار سلطنت قایم کی، جو آجتک خدا کی مہربانی سے موجود ہی لکھنؤ کی بادشاہت خلیج بنگال تک پہونچگئی، اور مغرب مین مرہٹونکی سلطنت پونہ سے اجمیر تک قایم ہوگئی اور انکی فوجین تنجور سے بنگال تک پھیل گئین، اور کل صوبون سے خراج لینا شروع کردیا۔ ان سب شور شون کے درمیان شہنشاہ دہلی کی یہ حالت تھی، کہ گویا ایک کاٹھ کا پتلا ہی جسکی حکومت اُسکے محل کے چار دیواری کے اندر محدود تھی۔ مرہٹے، سکھ، اور افغانون نے اپنے سردارون کی زیر حکومت مختلف اوقات پر دہلی پر قبضہ کرلیا، اور جو آیا خزانہ لیا، اور چلدیا۔ آخر کار جب غلام قادر نے دہلی پر قبضہ کیا، اور شہزادیون سے سخت بیرحمیون اور شداید کے برتاو کے بعد بھی کچھ ہاتھ نہ لگا، تو اُسنے یہ کیا، کہ خزانے کے صندوق خالی دیکھکر بوڑہے شاہنشاہ کو زمین پر دے مارا اور اپنے خنجر سے اسکی آنکھین نکال لین غدر اور بغاوت چارون طرف پھیلی ہوئی تھی، اور اگر ایک اور جدید یا غیر متوقع اور عجیب سبب نہ پیدا ہوجاتا، تو غالب ہے کہ مرہٹون کی سلطنت دہلی مین قایم ہوجاتی، اور مسلمان شاہنشاہ کی جگہہ ہندو مہاراجہ حکومت کرتا۔ ہندوستان مین جو ہمارا وجود قائم ہے، وہ انگریزی مداخلت کی وجہ سے ہی۔ ہندو اور مسلمانونکی تعداد مین سات اور ایک کی نسبت ہی، اور اسمین کچھ شک نہین کہ مسلمانون پر سخت ظلم ہوتا اور اونکا مذہب توڑدیا جاتا جسطرح سے کہ سکھونکے زیر حکومت پنجاب مین مسلمانون پر سخت ظلم و تعدی ہوئی، اسیطرح تمام ہندوستان مین اونپر جبر و ظلم ہوتا، اور آخر کار ہندوستان مین، مسلمانون اور اسلام کے نشانات ہی باقی رہجاتے۔ مگر تقدیر نے تو اور ہی کچھ لکھ رکھا تھا، اس صدی کے اوایل مین انگریزون نے مرہٹون کو بالکل توڑدیا، اور ہندوستان کی سلطنت اُنکے قبضہ مین چلی گئی، اور اگرچہ حکومت ہم لوگون کے ہاتھ مین باقی نہ رہی، مگر ہمارا وجود اور ہمارا مذہب تو باقی رہ گیا۔

گزشتہ صدی کے آخر مین علاوہ شہنشاہ دہلی کے، تین اور چھوٹی ریاستین مسلمانونکی ہندوستان مین قائم تھین۔ کرناٹک، حیدرآباد، اور اودہ۔ نواب کرناٹک تو تہوڑے سے عرصہ کے بعد ملک انگریزی کے

وظیفہ خوار بنگئے اور اُنکا صوبہ انگریزی ملک مین شریک ہو گیا، اور وہان سے تمام آثار سلطنت اسلام کے رخصت ہوئے۔ اس حالت کو فقط نوے برس ہوئے ہین، مگر مسلمانونکی جو حالت مدراس مین ابتر ہے، وہ کسی قوم کی تمام دنیا مین نہوگی مین اپنے ذاتی تجربہ سے، جو اس صوبہ کے مسلمانونکی نسبت ہی، کہہ سکتا ہون، کہ بیچارے مدراس کے مسلمان درحقیقت سخت افلاس مین گرفتار ہین، خاندان کے خاندان تباہ اور برباد ہوگئے اور ہوتے جاتے ہین، جو لوگ پچاس برس اول مدراس کی زینت، اور اُسکی عزت بڑہانے والے تھے، اُنکی اولاد آج ذلت وخواری سے دربدر ماری پھرتی ہے۔ اودہ کی سلطنت بھی نیست و نابود ہو چکی، اس پُرانی سلطنت کی تباہی پر جتنا افسوس کیا جاے، بجا ہے، مگر اسمین کچھ شک نہین کہ آخری بادشاہونکی بے عنوانیان، بدنظمیان، اور ظلم اسقدر بڑہ گئی تھی، کہ انگریزی مداخلت لازمی اور ضروری ہوگئی تھی۔ اس سلطنت کے جاتے رہنے سے رہے سہے مسلمان ہندوستان کے شمالی حصے کے تباہ اور مفلس ہوگئے، اور اسکے آخری بادشاہ کی افسوسناک موت سے مسلمان بادشاہی کا نام بھی ہندوستان سے جاتا رہا فَسُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَبِیَدِہِ الْمُلْكُ وَالْمَلَكُوْتُ حیدر آباد کی ریاست خدا کے فضل و کرم سے باقی ہی، اور یہان کے مسلمانونکی حالت تمام ہندوستان کے مسلمانونکی حالت سے بہتر ہے، دولت اور حکومت اُنکے ہاتھ مین ہے، امارت اور ثروت کے نشان ہر جگہہ نظر آتے ہین، یہی وہ ٹکڑا ہے جو اب سارے ہندوستان کے مسلمان کا ملجا و ماوا ہی۔

جسطرح مسلمانونکی ملکی ترقیان حیرت انگیز ہین، اُنکی علمی اور تمدنی ترقیان اُنسے کچھ کم تعجب خیز نہین ہین وہ جوش جو مذہب نے اُنمین پیدا کردیا تھا، قانون قدرت کے مطابق اُسکا یہی مقتضا تھا، جو وقوع مین آیا، یعنی تمام اُنکی اندرونی قوتین ہیجان مین آگیئن، اور اُنکی ترقی کو خواہ پولیٹکل تھی یا علمی اور تمدنی، جسوقت تک وہ جوش قایم رہا، کوی چیز نہ روک سکی۔ اول اول مسلمانون نے قرآن کو جمع کیا، پھر اسکے معانی حل کرنے اور سمجھنے پر متوجہ ہوئے، اور جسطرح سے ہندوستان مین تمام علوم کی ابتدا وید کے معانی کی تشریح

کی ضرورت سے ہوئی، اُسی ضرورت سے صرف ونحو، معنی وبیان، عروض وقوافی، اور کُل علوم جنکے اوپر زبان کا سمجھنا اور اسکی باریکیون کا جاننا، موقوف ہے، مسلمانون نے ایجاد کئے - اوسکے بعد احادیث نبوی کے جمع کرنے، اور علوم دینی کی تدوین پر متوجہ ہوئے، اور اونکو کمال کے درجہ پر پہونچایا - خلفاے بنی اُمیہ کے وقت مین لٹریچر مین بہت ترقی ہوئی - علم موسیقی کی بنا یزید ثانی کے وقت مین پڑی، شاہزادہ خالد نے علم کیمیا مین نام حاصل کیا، تعمیر کے فن مین ترقی شروع ہوئی، دمشق مین مسجد اُمیہ بنائی گئی، اور کئی ایک نئے شہر تیار ہوئے - اسلام کی پہلی صدی تمام ہوتے ہوتے نہ فقط علوم کی مضبوط بنیاد قایم ہوگئی، بلکہ پانچ بہت بڑے، اور متعدد چھوٹے چھوٹے شہر اور کئی عالیشان مسجدین تعمیر ہوگئین خلفاے بنی عباس کے وقت مین فلسفہ اور حکمت مین بے انتہا ترقی ہوئی - تیسری صدی تک خلفاء عباسیہ کی خلافت مین مسلمانون نے اتنی علمی اور عملی ترقیان کین، کہ نہ فقط خود خلفاء علم دوست تھے، بلکہ اونکے وزرا اور امراے دولت مین سے ہر ایک علم اور عالمون کی قدر ومنزلت کرنے، اور علمی کتابون کے جمع کرنے مین ایک دوسرے کا مقابلہ کرتا تھا، اور تمام ممالک اسلام کے اہل کمال کا، خواہ وہ مسلمان ہون یا یہود یا نصاریٰ، مرجع وماوا دارالخلافت بغداد تھا - جسوقت تیسری صدی کے آخر مین خلافت کی قوت گھٹ گئی، اور چھوٹی چھوٹی سلطنت حجاز خراسان اور دوسرے ممالک اسلام مین قایم ہوگئین، تو ایک مدت دراز تک ہر ایک ریاست انمین سے بجاے خود ایک منبع فیض بنگئی - اور انمین سے ہر ایک مین علماء اور فضلا اور حکماء اسلام کثرت سے پیدا ہوئے، اور اونکی تصانیف تمام اسلامی ملکونمین شایع ہوئین - مسلمانون کے ہر قسم کے علوم مین ترقی، اور اونکی کثرت تصانیف کا تھوڑا سا اندازہ ہاکر برگستال کی تاریخ سے ہوسکتا ہے - یہ ایک نہایت نامور جرمن کا عالم ہے، اُسنے ایک کتاب مسلمانونکے ذکر مین سات نہایت ضخیم جلدونمین لکھی ہے، جنکے صفحونکی تعداد سات ہزار سے زیادہ ہے، وہ بھی ابتداء اسلام سے خلیفہ مکتفی بامر اللہ کی خلافت کے دسوین سال یعنی ۵۵۶ ہجری تک - اس کتاب کے دیباچہ مین مصنف نے ایک فہرست اُن عرب

کی کتب تواریخ ورجال کی درج کی ہے جو اوسکا ماخذ ہین - اس فہرست مین ۵۰۷ کتابین ہین، جنمین سے بہتیروںکے نام تک ہم لوگوں نے نہین سنے - ایک اور مورخ نے اسپین کے مسلمانونکی علم و تہذیب کی ترقی کا حال لکھا ہے، جسمین وہ بیان کرتا ہے، کہ اسپین مین جو ترقی لٹریچر، علم اور شاعری مین مسلمانون نے کی تھی اوسکی تعریف نہین ہو سکتی - مسلمانون کے دماغ اور اونکا ٹیسٹ (Taste) یعنی علمی ذوق، نہایت ہی نازک و پاکیزہ تھا، اونمین تہذیب کا وہ جوش تھا، جو صرف مہذب اور شائستہ اور نہایت تربیت یافتہ قوم مین پیدا ہو سکتا ہے - اونکے ظالم سے ظالم اور خونی سے خونی بادشاہ مین بھی لٹریچر کا مادہ پایا جاتا تھا، جو شخص لطیفون اور فصاحت اور بلاغت اور خوش تقریری اور خوش بیانی کے کم سے کم قدر کرنیکی لیاقت نہ رکھتا تھا وہ حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا - علم موسیقی اور دیگر اعلیٰ درجہ کے علوم سے یہ عالی دماغ اور روشن ضمیر مسلمان گویا قدرتی طور پر مناسبت رکھتے تھے، اونمین وہ دقیقہ سنجی اور لٹریچر کی نزاکت پائی جاتی تھی، جو فی الحال فرنچ لوگو مین پائی جاتی ہے - بقول اس مورخ کے اسپین مین نہ صرف مرد ہی حکیم اور ڈاکٹر ہوا کرتے بلکہ عورتین بھی ایسی عالمہ ہوتین، کہ قرطبہ مین لیڈی ڈاکٹر کا ہونا کوئی عجیب بات نہ تھی - ہندسہ، ہیئت، تاریخ، فلسفہ، علم نباتات، علم حیوانات، غرضکہ علم کی ہر شاخ کی پوری پوری تعلیم اسپین مین ہوتی تھی - لٹریچر کی ترقی کی نسبت یہ کہنا کہ یورپ مین کسی زمانہ مین ایسی ترقی نہوئی تھی، کچھ تعریف نہین ہے مسلمانون نے اسقدر اس علم کو بڑہایا تھا کہ شاعری ہر شخص کی گویا زبان مادری ہوگئی تھی، اور ہر درجہ کے لوگ ایسے لطیف و پاکیزہ اشعار لکھتے، اور ایسی فصیح و بلیغ تقریرین کرتے کہ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا کی تصویر نظر آجاتی - صنعت و حرفت کی یہ ترقی تھی، کہ ہر شہر مین اوسکے عمدہ آثار نظر آتے، عالیشان، بلند، مستحکم اور خوشنما عمارتین چارونطرف نظر آتین - سنگ مرمر کے محل، خوبصورت باغ، خوشنما فوارے، عالیشان مسجدین، شہر قرطبہ مین ایسی تھین، کہ جنکے سامنے فرانس اور جرمن کے شاہی محل اصطبل کے برابر تھے - محلات شاہی مین صرف ایک جھاڑ ایسا تھا جسمین اٹھارہ سو چار شمعین روشن ہوتی تھین، امیر عبدالرحمن سوم نے

ایک باغ بنایا تھا جسمین ایک ایسا مکان تھا جو بارہ سو ستون پر قایم تھا۔ امیر عبدالرحمن سوم نے ہنر کو بہت ترقی دی، چین سے کاریگر بلائے، جو کہ ریشم اور سوتی کام مسلمانونکو سکھاتے تھے، اور ہر ایک قسم کے صناع وہان موجود تھے۔ ریشم اور حریر کے کارخانے اتنی کثرت سے تھے، کہ صرف قرطبہ مین ایک لاکھ تیس ہزار اُسکے بنانے والے تھے۔ المیریا کے ریشمی کپڑے اور قالین آجتک یورپ مین مشہور ہین۔ مٹی کے برتنون پر سونے اور چاندی کا چمکدار رنگ میجورکا کے جزیرہ مین مسلمان ہی کرتے تھے۔ جسپر سے اٹلی کے گلی برتنونکا نام میجولیکا پڑگیا ہے۔ المیریا مین شیشے اور پیتل اور لوہے کے ظروف ایسے خوشنما بنتے تھے جو سجاوٹ اور مکانونکی آرایش مین کام مین لائے جاتے تھے، ابتک ہاتھی دانت کے نازک نقش ونگار کے عمدہ نمونے موجود ہین، جنپر قرطبہ کے دربار کے بڑے بڑے مسلمان امیرونکے نام کندہ ہین۔ زیورون کی تیاری مین نہایت نزاکت اور خوبصورتی اور ہنر برتا جاتا تھا، جیرونا کے کیتھڈریل کی قربانگاہ مین ابتک ایک دلچسپ یادگار اوس زمانہ کا محفوظ ہے، یعنی چاندی کا ایک ڈبہ جسپر سنہرا کام اور موتی جڑے ہوئے ہین اور خلیفہ حکم کے حق مین دعائین کندہ کی ہوئی ہین۔ اسی محقق مورخ نے جن چیزونکا تفصیلی بیان کیا ہے اون سب کو چھوڑکر اُسکا یہ فقرہ مین آپکو سناتا ہون، وہ لکھتا ہے کہ "صنعت وحرفت، علم وہنر اور عموماً سب قسم کی سویلیزیشن مین قرطبہ مسلمانون کے زمانہ مین دنیا کا سب سے زیادہ چمکدار ستارہ تھا" ایک دوسرا مورخ لکھتا ہے، کہ علوم وفنون کی ترقی نے وہان مذہبی تعصب کو اتنا دبا دیا تھا کہ اس زمانہ مین اوسپر یقین نہین ہوسکتا۔ عیسائی یہودی اور مسلمان ایک ہی قسم کے خیالات رکھتے ایک ہی زبان بولتے، ایک ہی راگ گاتے، ایک ہی طرح کے شعر وسخن سے اپنا دل خوش کرتے۔ ایسی دوستی، ایسا اتحاد اور علم کا ایسا شوق ہرگز نہوتا اگر مسلمانون کے مذہبی تعصب کی نسبت جو عام رائے دیجاتی ہے وہ صحیح ہوتی۔ اسپین کے شمال مین مسلمانون کے علوم وفنون کی شہرت پھیلی ہوئی تھی، اور وہان شوق سے عربی کتابین پڑھی جاتی تھین۔ فرانس وجرمن اور انگلستان کے لوگونکو مسلمانون ہی کے سبب سے سواری کا شوق پیدا

ہوا، اور وہ عرب کے گھوڑوں کے شایق ہوئے، اس زمانہ سے پہلے یورپ میں گھوڑون کا استعمال کم تھا۔ ان ملکون میں شکار کا شوق بھی مسلمانون سے پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں یورپ کے عالم و شاعر جب تک چند روز کے لئے قرطبہ کی سیر نکر لیتے، وہ مسلم الثبوت عالم یا شاعر نہ ٹھہرتے۔ ڈاکٹر جانسن کو اگرچہ انگریزی میں اول لغت لکھنے کی عزت حاصل ہے، مگر مسلمان مصنف لغت کے بہت پہلے اس سے ہو چکے ہین۔ اونمین ایک لغت کی کتاب ساٹھ جلدون مین ہے، جسکے ہر لفظ کے معنی اور محاورے، علما اور شعرا کے فقرات اور اشعار کی سند سے بیان کئے گئے ہین۔ عربی مین پوری سکلوپیڈیا بھی وجود تھی۔ غرناطہ کے حسن بن عبداللہ نے ہسٹاریکل ڈکشنری آف سائینس بھی لکھی تھی۔ مسلمان شاعر بھی سوجاد ہین، اُنہون نے نظم کی بحرین ایجاد کین، اُسکا اثر عیسائیون پر بھی ہوا، جو کہ اُس زمانہ کے پادریون کے مذہبی اشعار کے بجائے دلچسپ غزلین اور عشقیہ کہانیان نظم مین لکھنے لگے، فرانس اور اٹلی اور سسلی مین شاعری کا شوق مسلمانون ہی کے سبب سے پیدا ہوا، مورخین تو مسلمانون مین اس کثرت سے ہوئے ہین، جس کثرت سے کہ شاعر۔ تاریخ کے ساتھ ہی اسٹیٹسٹکس (Statistics) بھی جاری تھی، مردم شماری اور آمدنی وخرچ کی تفصیل، تجارت کا حال اور اسی قسم کی چیزین کتابون مین درج کیجاتی تھین۔ اس زمانہ مین مسافر و سیاح بھی بہت نظر آتے تھے، جو کہ صرف علم کی ترقی دینے کے لئے مختلف ملکون کی سیر کرتے پھرتے، اور ان ملکون کے حالات قلمبند کرتے، اور سفرنامے لکھتے، اکثر یورپ سے لوگ آتے، اور مسلمانی مدرسون سے علم حاصل کرتے۔ جربٹ نامی ایک شخص قرطبہ سے علوم سیکھکر جب اپنے ملک کو واپس گیا تو اوسنے فرانس کے کنارے ایک اپنا مدرسہ قایم کیا۔ ڈراپر صاحب لکھتے ہین کہ آجکل کے یورپ کے عالم اور حکیم اور ہیئت دان چاہتے ہین کہ اپنی بزرگی قایم کرین، اور اصلی عالمون کو اندھیرے مین چھوڑ دین، لیکن اونکی کوشش انصاف کی نظر مین بالکل حقیر ہوتی ہے۔ یورپ کے عیسائی عالمون کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اونکے علم کی بُنیاد اون عربون نے ڈالی جنکو وہ وحشی

اور نامہذب کہتے ہین، عربون نے اپنا نام آسمان کے ستارون پر لکھ رکھا ہے، یعنی آجکل کی ہئیت دانون کو اکثر عربی نام استعمال کرنا پڑتے ہین، اُنہون نے علوم ہی کی طرف توجہہ نہین کی، بلکہ وہ روزمرہ کی زندگی کے بکار آمد چیزون پر بھی بہت کچھ متوجہہ ہوئے، اُنہون نے زراعت کو بہت بڑہایا، زراعت کے لئے قانون مقرر کئے، جانورون کی نسل بڑہائی، گھوڑون اور بھیڑون مین ترقی دینے کے ذریعے پیدا کئے، چاول، نیشکر، روئی کا استعمال انہین لوگون نے ہمکو سکہایا، باغ کے میوے، اونکا استعمال، اُنکی ترقی ہمنے انہین لوگون سے سیکھی، ریشم کی پیدائش، اور اُس سے عمدہ کپڑا بنانیکی ترکیب ہمکو پیشتر معلوم ہی نتھی، اونہین کی بدولت ہمکو اُسکا علم ہوا، اونہون نے بارود اور بندوق بھی ایجاد کی، جو بندوق وہ استعمال کرتے تھے، ڈھلے ہوئے لوہے کی ہوتی تھی۔ تجارت کی اونکے زمانہ مین اتنی ترقی تھی کہ صرف عبدالرحمن سوم کے خزانہ مین ۵۵ لاکھ رقم کی آمد تھی، اتنی بڑی رقم اوس زمانہ مین کبہی زراعت یا رعایا سے بظلم وصول نہو سکتی تھی، صرف اسپین کی آمدنی اُس زمانہ کے تمام عیسائی بادشاہونکی آمدنی سے زیادہ تھی۔ آجکل کے مصنف، عربون کی تعلیم مین بہت غلطیان نکالتے ہین، لیکن اونکو خیال رکھنا چاہئے کہ کسی قوم کی علمی ترقی اوس زمانہ کے حالات اور دیگر قومونکے لحاظ سے دیکھنا چاہیئے، کیا عجب ہے کہ ہمارے بعد ہمارے علوم مین جنکو ہم کامل سمجھتے ہین، ہزارون غلطیان نکلین جسطرح کہ اہرام مصر کے دیکھنے سے اوس زمانہ کے ہنر کا اندازہ مل سکتا ہے، ہم عربون کی کتابون اور عمارات کے دیکھنے سے اونکے علوم وفنون اور صنعت کا اندازہ کر سکتے ہین۔ افسوس ہے کہ اونکی تصنیفین اور اُنکی بنائی ہوئی چیزین بہت کم موجود ہین، کچھ تو زمانہ کے انقلاب نے اونکو ضایع کردیا اور زیادہ حصہ اونکا عیسائیون کی حسد کے نذر ہوگیا۔ جسکو اُنہون نے اسلیئے ضایع کردیا، کہ آیندہ اونکی وحشیانہ حالت ظاہر نہو، اسپر بھی ابتک ایسی تصنیفات اونکی موجود ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشکل علوم کے دقیق اور نازک مسایل کی تحقیق اور حل کرنے مین اُنہون نے اپنی دماغی قوت ظاہر کی۔

مسلمانونکے ملکی انتظام کی نسبت یہ بات دیکھنے کے لایق ہے کہ اونھون نے اسپین کو کس حالت مین پایا تھا اور آٹھ سو برس کی سلطنت اور حکومت کے بعد، اونھون نے اوسے کس حالت مین چھوڑا ایک یورپین مورخ لکھتا ہی کہ جسوقت مسلمان اسپین کی سرحد پر پہونچے، اسپین کی حالت یہ تھی، کہ ایک بڑی ہوئی ریاست نے کل زمین کو اپنے آپ مین تقسیم کرلیا تھا، بڑی بڑی جاگیرون کی کاشت مصیبت زدہ اور مظلوم غلامون کے ذریعہ سے ہوتی تھی، شہر کے باشندے تمام تباہ ہوگئی تھے۔ جب عربی حکومت وہان قایم ہوئی، اور انتظام ہوا، تو وہان کی مغلوب قومون نے اپنے آپ کو پہلے کی نسبت کچھ بری حالت مین نہ پایا، بلکہ چند روز مین اونپر ثابت ہوگیا، کہ سلطنت کی تبدیلی نے اونکو فایدہ ہی پہونچایا۔ اون کو اپنے ہی قانون جاری کرنے، اور ججون کے رکھنے کی اجازت دیگئی، اونھین کی قوم کے حاکم اونکے اضلاع کے انتظام کے لئے مقرر ہوئے، شہر کے باشندون کو بجاے اسکے کہ ریاست کے خرچ کا بار اوٹھائین، ایک خفیف سا محصول فی آدمی دینا پڑا۔ سب قدیم زمیندارون اور شہر کے رہنے والون کا قبضہ اپنی اپنی ملکیتون پر قایم رہا۔ بیشک اگرچہ اون لوگونکی زمینین ضبط کرلی گئین جو شمال کی پہاڑیون کی طرف بہاگ گئے تھے مگر اون زمینون کے متعلق جو غلام تھے، وہ وہین کاشتکارونکی حیثیت سے اون زمینون پر قابض کردئے گئے، اور اونکے نئے مالک اون سے پیداوار کا صرف ایک معین حصہ جو ایک ثلث سے تین خمس تک ہوتا تھا لیتے رہے، اونکو وہ حقوق عطا ہوئے، جو درحقیقت اونکو اپنے گاتھک بادشاہونکے زمانہ مین کبھی حاصل نہ تھے، وہ حق انتقال اراضی کا تھا، کہ رہن، بیع، ہبہ کرنے کا اختیار اونکو پورا دیا گیا۔ مذہبی تعصبات کی یا مذہبی تکلیفات کی بھی اونھین کبھی قسم کی شکایت نہ تھی۔ بجاے اسکے کہ اونپر ظلم کیا جاتا یا وہ زبردستی مسلمان بنائے جاتے، جیسا کہ گاتھون نے یہودیون کے ساتھ کیا تھا، عربون نے اپنی مفتوح رعایا کے مذہب کو اونکی مرضی پر چھوڑدیا۔ اور مذہبی عبادت، اور مذہبی رسمون کے ادا کرنے مین پوری آزادی بخشی۔ ان انتظامون سے مفتوح قوم اور عیسائی رعایا کو پورا اطمینان ہوا، اور علانیہ وہ اقرار

کرنے لگے، کہ وہ ان مسلمانون کی حکومت کو فرانگ یا گاتھ کی حکومت سے بہت زیادہ پسند کرتے ہین۔ اس مسلمانی حکومت سے گو سب کو فائدہ پہونچا، مگر درحقیقت اس تغیر سلطنت سے اون غلامون کے نصیب کھل گئے، جنکے ساتھ گاتھ اور رومن لوگ ظالمانہ برتاو کرتے تھے۔ اسپین مین جب کہ غلامی عیسائیون کے قبضہ سے نکلکر مسلمانونکے قبضہ مین منتقل ہوئی، تو سب غلام چھوٹے چھوٹے کاشتکار بنگئے، اور جو غلام عیسائیونکے قبضہ مین تھے، اونکی آزادی کا آسان راستہ کھل گیا، یعنی کلمہ پڑہنا اونکو تمام غلامی کی تکلیفون سے نجات دیتا، اور مثل اور فاتح قوم مسلمانونکے اونکو آزاد کر دیتا۔ اسپین کے سارے زرخیز صوبے مسلمانونکی حکومت، مسلمانونکی محنت، مسلمانونکے ہنر سے ایسے سرسبز اور شاداب ہو گئے کہ سارا ملک گویا باغ نظر آتا تھا۔†

† اوسوقت کے مسلمانونکی بے تعصبی اور تہذیب اور سلطنت اور انصاف اور فیاضی کا اندازہ اوس حالت سے ہو سکتا ہے جو کہ اسپین کے مسلمانونکی حکومت سے نکل جانے کے بعد عیسائی گورنمنٹ اور عیسائیون کے انتظام سے ہوئی۔ جب پندرہوین صدی مین عیسائی مسلمانون پر غالب آگئے، اور مسلمانونکی حکومت وہان سے جاتی رہی، عیسائیون نے جو سلوک مسلمانون کے ساتھ کیا اور اونکی حکومت مین آنے سے جو ملک کا حال ہوا وہ بکلس ہسٹری آف سویلزیشن کی جلد دوم سے نقل کر کے مین آپ کو سناتا ہون۔ وہ مورخ لکھتا ہے کہ "اسپین کے آخری مسلمان بادشاہ کی تباہی کے بعد یعنے پندرہوین صدی کے اسپین کے لوگون نے مفتوحہ قوم یعنے مسلمانون کو عیسائی کرنا شروع کیا، انکا خیال یہ تھا کہ صرف اسی ترکیب سے اس ملک کی تباہی بچ سکتی ہے، اور جب ان مسلمانون پر پادریون کا اثر بہت کم ہوا، یا ایسے لوگ جنہون نے عیسائی ہونے سے انکار کیا، تو پھر سجائے ترغیب دینے کے ظلم اور دیگر ذرایع سے کام لیا گیا۔ اس ظلم کو اونہون نے انتہا کے درجہ تک پہونچایا کسی کو دہمکایا، کسیکو جسمانی سزا دی، کسیکو زندہ جلایا، ۱۵۲۶ء کے بعد کل ملک مین کوئی مسلمان نظر نہ آتا تھا سب زبردستی سے عیسائی کئے گئے ۱۵۶۶ء مین فلپ دوم نے ایک خاص احکام شاہی (اون لوگون پر جو پیشتر مسلمان تھے اور اب عیسائی کئے گئے تھے جنکو آیندہ مورسکو کے نام سے منسوب کرینگے جاری کیا، جسمین مورسکو لوگو نکو ایسی حرکت اور کام کرنے سے ممانعت کی گئی جس سے اپنے قدیم مذہب کے (دین اسلام) کی بالکل یاد نہ آوے، اونکو حکم دیا کہ اسپین کی زبان سیکھین۔ عربی کتابین نہ دیکھین۔ اور عدول حکمی پر بھی سخت سزا قایم کی، اسکو اسدرجہ تک پہونچایا کہ یہ بیچارے اپنی مادری زبان (یعنے عربی) مین اپنے گھر مین بھی گفتگو کرنے سے منع کئے گئے اونکے رسوم و کھیل کو دبھی بند کر دئے گئے۔ نہ اونکو اجازت اون

اگرچہ ہم مسلمانون نے اسپین مین نہایت ترقی کی، اور ہماری سلطنت، اور ہماری تہذیب، ہمارے علوم وفنون سے اُس ملک کو بہت فائدہ پہونچا، مگر افسوس ہے کہ جب مسلمان اس سرزمین سے نکالے گئے، اور ترکون نے یورپ کے دوسرے حصہ پر قبضہ کرنے سے اوسکا معاوضہ کردیا، تو وہ دوسرا شہرقرطبہ نہ بناسکے اور اونکی حکومت سے کبھی ترقی اوس ملک کو نہوئی — نہ وہان ترکون نے علوم وفنون تہذیب وشائستگی کی روشنی پھیلائی، نہ اپنے بھائی مورس کے موافق اُنہون نے وہان نام پیدا کیا — کوئی بات ہم اونمین ایسی نہین پاتے، جسکا بیان فخر کے ساتھ ہم کرسکین — بلکہ ہم دیکھتے ہین کہ جو حصے ملک کے اونکے قبضہ سے نکل گئے یا نکلتے جاتے ہین، کوئی عمدہ یادگار بھی اونکی گورنمنٹ، اونکے سویلزیشن کی وہان پائی نہین جاتی۔ مسلمانونکی دوسری سلطنتون کا بھی علمی اور تمدنی ترقی مین ہم اسپین

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۱)

تماشوں وغیرہ کے دیکھنے کی تھی اور نہ وہ پوشاک پہننے کی اجازت تھی جو اونکے اباواجداد پہنتے چلے آتے تھے، حتی کہ عورتین بھی نقاب ڈالنے سے منع کی گئین، حمام مین اونکا نہانا بھی بند کیا گیا، چنانچہ جتنے حمام خانگی مکانون مین بھی موجود تھے وہ سب توڑ ڈالے گئے۔ ان سب ظلمونکا یہ نتیجہ ہوا کہ نا امید ہوکر مورسکو یعنی مسلمانون نے آخری کوشش یہ کی کہ ۱۵۶۸ء مین تمام باغی ہوگئے اگرچہ انکی تعداد اسقدر کم تھی اور غیر ملک مین اونکا باغی ہوجانے کا جو کچھ نتیجہ ہوتا ہر شخص سمجھ سکتا ہے، لیکن مایوسی نے اونمین زور پیدا کیا، اور ۱۵۷۰ء تک وہ دبائے نہ جاسکے، اسکا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اونکی تعداد کم ہوگئی لیکن چھوٹی چھوٹی بغاوتین ادہر ادہر ہوتی رہین، جہالت سے ہمیشہ وسوسے پیدا ہوتے ہین اور چھوٹی باتون پر اعتقاد پیدا ہوتا ہے اسپین مین جہالت پھیلی ہوئی تھی اوس نے ان بیچارے مظلومون کی پوری تباہی کردی یعنے اسپین کے جہاز کا بیڑا ارمیڈا جو ملکہ ایلزبتہ پر انگلستان پر بھیجا گیا تھا ۱۵۸۸ء مین تباہ ہوگیا، اور الجیریا کی چڑہائی مین ناکامی ہوئی اوسوقت پادریون نے بادشاہ اسپین یعنی فلپ دوم کے پاس یہ درخواست بھیجی کہ جبتک اس ملک مین بدعقیدہ عیسائی یعنی مورسکو لوگ رہین گے تب تک ملک مین امن اور چین نہوگا اور نہ حکومت اور سلطنت کو برکت ہوگی اس نحوست کو ملک سے دور کرنا چاہیے۔ اب ظاہر تھا کہ ان باقی ماندہ لوگونکی (جو اوس قوم مین سے تھی جس نے اس ملک پر حکومت کی تھی) زندگی کے دن ختم ہوچکے تھے۔ پادریون کی مختلف پارٹیون نے بہت سی تجویزین کین، کسی نے کہا کہ انکو قتل کرو، کسی نے کہا انکو جلاوطن کرو، آخر ۱۶۰۹ء مین حسب منظوری فلپ سوم مورسکو لوگ جو اسپین کے اون باشندون مین سے تھے جو زراعت صنعت حرفت اور کاریگری کا کام کرتے تھے، اور جنکی تعداد قریب دس لاکھ کے

کے ساتھ ذکر نہین کرسکتے - بغداد و مصر وغیرہ کی ابتدائی ترقی کو چھوڑ کر اگر دیکھا جاوے، تو کسی دوسری سلطنت مین مسلمانونکی ایسی ترقی نہوئی جو اسپین مین ہوئی تھی، اور اگر کسی حصۂ ملک مین کسی بادشاہ کی توجہ سے کچھ ترقی ہوئی بھی، وہ تو محدود اور مخصوص تھی، اوسکا اثر پبلک پر جیسا کہ چاہیئے نہ ہوا، اور نہ بڑے لمبے زمانہ تک وہ ترقی قایم رہی - ہندوستان ہی کو لیجئے، سلطان محمود غزنوی کے زمانہ سے محمد شاہ کے وقت تک ہم مسلمانون نے کیا کیا، باوجودیکہ پہلے سے اس ملک کی حالت ہمارے آنے سے بہت درست ہوگئی، اور تہذیب و شایستگی نے ترقی پائی، مگر سوا اکبر کے زمانہ کے جسکا اثر شاہ جہان کے وقت تک رہا، علمی یا تمدنی ترقی، جسکا ہم فخر کے ساتھ ذکر کرسکین، پائی نہین جاتی، اور جو کچھ ترقی اوس زمانہ مین ہوئی تھی، اوسکا بھی اندرونی فسادات اور مذہبی تعصبات کی وجہ سے جلد خاتمہ ہوگیا،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲)

تھی، مثل جنگلی جانورون کے شکار کئے گئے - کچھ قتل کئے گئے کچھ لوٹے گئے باقیماندہ افریقہ کو بھاگ گئے جہاز پر حملہ ہوا ہزارون ذبح کر دیئے گئے، عورتون پر ظلم ہوا، بچے شیر خوار بیگناہ سمندر مین ڈوبا دیئے گئے، جو بچے وہ ساحل بربری کو بھاگ گئے، وہان بھی قتل ہوئے جو صحرا کو گئے وہ بھوکون مر گئے، اور بے انتہا جانین ضایع ہوئین - اب بادریکو چین آیا کیونکہ کوہ پیرنیز سے لیکر جبل الطارق تک ایک بھی لامذہب نظر نہ آتا تھا، اونکی بڑی امیدین امن و امان کی تھین مگر وہ پوری نہ ہوئین - کاشتکاری کے سب سے عمدہ طریقے صرف مسلمانون کو ہی معلوم تھے - اور وہی ان کامونکو کیا کرتے تھے، - چاول - شکر - روئی - ریشم - اور دیگر اسباب سب بھی لوگ پیدا کیا کرتے تھے - دستکاری نقاشی اور دیگر فن انھین لوگو نمین تھے، ان لوگون کے اسپین سے نکال دینے کے بعد کوئی قوم ملک اسپین مین ایسی نہ تھی جو انکے بجاے ان ضروری کامون کو انجام دیتی، زراعت و صنعت کا بڑا نقصان ہوا، کیونکہ اسپین کے لوگ سوا جنگ اور مذہب کے دوسرے سب پیشونکو حقارت سے دیکھتے تھے - بادشاہ کے لئے لڑنا یا گرجے مین جانا یہ تو البتہ معزز سمجھا جاتا تھا، باقی سب پیشے اور سب کام رزیل خیال کرتے تھے - بجاے اسکے کہ مسلمانون کے نکال دینے کے بعد پادریون کی وہ امیدین سرسبزی کی بر آتین تمام ملک ویران ہوگیا - اسپین والون نے ارادۃً یا شرم سے فلپ چارم یا چارلس دوم کے وقت کی تاریخ نہین لکھی، لیکن مختلف ذرایع سے معلوم ہوا کہ اسپین کی حالت تباہی پر تھی - میڈرڈ کی آبادی سترہوین صدی کے شروع مین چار لاکھ تھی، اور اٹھارہوین صدی کے شروع مین دو لاکھ سے کم ہوگئی - سول جو اسپین کا سب سے مالدار شہر تھا سولہوین صدی مین ایک لاکھ

جسکی بدولت نہ ہماری سلطنت رہی نہ تہذیب، البتہ ہم مسلمان اپنی قوم کے حال پر مرثیہ پڑہنے کے لئے زندہ اور ابھی موجود ہین -

صاحبو! - مسلمانونکی ملکی اور تمدنی اور علمی حالتین جو آپنے سُنین، اون سے تو کسیقدر اونکی ترقی ورزوال یا تنزل کی کیفیت معلوم ہوئی - مگر بڑی بات جو غور اور توجہ کے لائق ہی، وہ اون اسباب کا دریافت کرنا ہے جنہون نے یہ نتیجے پیدا کئے، غالبًا بہت لوگ ترقی اور تنزل کے اسباب کا نام سُنکر متحیر ہون گے،

ع؎ کارخانے پارچہ بافی کے تھے جن سے ایک لاکھ تیس ہزار آدمی پرورش پاتے تھے - فلپ پنجم کے زمانہ مین ۳۰۰ سے بھی کم ہوگئی اور ۱۶۶۲ء مین اس شہر کی آبادی پہلے سے چوتھائی رہ گئی - ٹولیڈو مین سولہوین صدی مین پچاس سے زیادہ اونی کپڑے بنانے کے کارخانے تھے ۱۶۶۵ء مین صرف ۱۳ رہ گئی یہ شہر جو پہلے ریشم کے کام کے لئے مشہور تھا اب وہان سے وہ ہنر بالکل جاتا رہا اور چالیس ہزار آدمی جو ان کارخانون مین پرورش پاتے تھے ایسے ویران اور تباہ حال ہوگئی کیسٹل اور دوسرے شہرون مین علی ہذا القیاس یہی حال تھا، خزانہ سرکاری خالی ہوگیا، ظلم اور زبردستی ہی رعایا کے پاس جو ملک تھے وہ لوٹے جانے لگے، چنانچہ اونکے بچھونے و اسباب حتیٰ کہ گھر کی چھت بھی سرکار نے بیچ لی، جس سے ملک چھوڑکر رعایا بھاگ گئی - کاشتکاری موقوف ہوگئی لاکھون آدمی فاقہ سے مر گئے - اکثر شہرون مین دو ثلث سے زیادہ گھر برباد اور ویران ہوگئے، ان مصیبتون سے اسپین کا ذاتی جوش اور قوت بھی گھٹ گئی - ہر صیغہ مین پژمردگی کے آثار نظر آنے لگے، چنانچہ ۱۶۵۶ء مین جہازون کا چھوٹا سا بیڑا تیار کرنے کی تجویز ہوئی تھی مگر ملاح وغیرہ کی کافی تعداد نہونے سے ناکامیابی ہوئی، دریا کے نقشجات جو بنائے گئے تھے وہ سب گم ہوگئے، اور اسپین کے جہازرانون کی جہالت اسدرجہ پر پہونچی تھی کہ اونپر کوئی شخص بھروسہ نرکہتا تھا - اکثر فوج اپنے اپنے جھنڈے چھوڑکر بھاگ گئی اور جو لوگ وفاداری اور ایمانداری سے رہ گئے تھے اونکے پہننے کو کپڑا تک نہ تھا تنخواہ تو کچھ ملتی ہی نہ تھی اور فاقے ہو رہے تھے، سرحدی شہرون مین حفاظت کے لئے لشکر نہ تھا، قلعے مسمار اور انہدام کی حالت مین تھے مخزنون مین سامان نہ رہا - اور جہاز بنانے کا ہنر بھی ہاتھ سے جاتا رہا - لوگ چھوٹے چھوٹے گروہ مین ہوکر خانگی مکانون کو لوٹتے تھے اور دن کے وقت خون ہوتے تھے، بادشاہ کے خانگی خزانہ مین اسقدر تنگی تھی کہ وہ اپنے خانگی نوکرون کی تنخواہ بھی نہین دیسکتے تھے اور اونکا روزانہ خرچ چلنا بھی دشوار تھا کوئی روز ایسا نہ جاتا تھا کہ روٹی کیواسطے راستہ پر لڑائی نہوتی ہو - اسپین سے مسلمانون کے نکالے جانے کے بعد کل ملک کی یہی حالت ہوگئی اور جبتک کہ دوسرے ملکون سے مدد نہ آئی انتظام نہو سکا - فقط

اسلئے کہ دنیاوی حوادث اور قومی یا شخصی عزت و ذلت، اقبال و ادبار کے نتیجے سمجھے جاتے ہین جسکی
تقدیر مین جیسا لکھ گیا، ویسا ہی اوسکا ظہور مین آنا لازمی ہے جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ ۔ کیسا سبب،
اور کہاں کی علت، - یہ سچ ہے مگر صاحبو! - دنیا کا نام ہمکو بتلایا گیا ہے، عالم اسباب، اور جس خدا نے اسے
بنایا، اور جو ان حوادث کا پیدا کرنے والا ہے، وہ مانا گیا ہے مسبب الاسباب، اوسنے ایک مستحکم قانون بنادیا
ہے کہ ہر سبب کے لئے کوئی نتیجہ اور ہر نتیجہ کے لئے کوئی سبب ہو۔ جیسا کہ ہم اس قانون کا عمل تمام موجودات
اور محسوسات مین دیکھتے ہین، مثلاً بیج سے درخت درخت سے پھول پھول سے پھل ہوا کرتا ہے، نہ ان مین
بے ترتیبی ہوتی ہے، نہ قدرت کا قانون ٹوٹتا ہے، ہر چیز ایک معین قاعدے اور منتظم سلسلے سے ہوتی
ہے، اسیطرح حوادث روزگار اور انسانی افعال مین بھی قدرت نے ایک ترتیب رکھی ہے، جس سے تمام
حوادث گویا سبب اور نتیجے کے ایک غیر متناہی سلسلے ہوا کرتے ہین۔ کوئی واقعہ پیدا نہین ہوتا جسکے
اول اور واقعات نگزر گئے ہون جو اوسکے ہونے کے باعث ہوئے ہون۔ بلا شبہ قومی عزت اور قومی
ذلت خدا کے اختیار مین ہے، اور ہمارا سچا اعتقاد ہے اسپر کہ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ
الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ "جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور
جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے"
مگر اوسیکے ساتھ یہ بھی اعتقاد ہے، کہ وہی خدا جو ملک دیتا ہے اور ملک چھین لیتا ہے، وہی خدا جو
عزت بخشتا اور ذلت دیتا ہے، کبھی بے سبب کے ایسا نہین کرتا۔ خود ہی فرماتا ہے "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ
حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا ۝ وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا
فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا "ہم عذاب نہین دیتے جب تک پیغمبر نہین بھیجتے اور جب
ہم چاہتے ہین کہ کسی گانو کو تباہ کرین تو دولتمندونکو حکم دیتے ہین وہ فسق کرتے ہین پس اوس گانو پر حکم
پورا ہوجاتا ہے اور ہم اوسکو بالکل تباہ کردیتے ہین"، سبب اور نتیجے کا سلسلہ ہمنے کسی دہریہ یا ملحد یا عیسائی

یا فلاسفر سے نہین سیکھا - بلکہ ہمکو ہمارے سچے خدا نے اپنے سچے کلام مین اور ہمارے سچے رسول نے اپنے سچے حکم اور سچے قول اور سچے عمل سے اس مسئلہ کو سکھایا ہے، آخرت جو منتہا ہے مقصود اسلام ہے، وہ خود کیا ہے سلسلہ انہین اسباب اور نتایج کا۔ "اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ" کیا ہی متن اسی مضمون کا ہے جسکی جتنی بڑی شرح چاہو کرو، اور جتنے لمبے حاشیے چاہو لکھو - امید اور خوف جو دو بڑے لفظ قرآن مجید مین استعمال کئے گئے ہین وہ کیا ہین؟ سبب اور مسبب کے سلسلہ کے ثبوت - کیا خوب فرمایا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے امید کی تعریف مین "اَلرَّجَآءُ هُوَ ارْتِیَاحُ الْقَلْبِ لِانْتِظَارِ مَا هُوَ مَحْبُوْبٌ عِنْدَهٗ - وَلٰكِنَّ ذٰلِكَ الْمَحْبُوْبَ الْمُتَوَقَّعَ لَا بُدَّ وَاَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ سَبَبٌ فَاِنْ كَانَ اِنْتِظَارُهٗ لِاَجْلِ حُصُوْلِ اَكْثَرِ اَسْبَابِهٖ فَاسْمُ الرَّجَآءِ عَلَيْهِ صَادِقٌ - وَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ اِنْتِظَارًا مَعَ انْخِرَامِ اَسْبَابِهٖ وَاضْطِرَابِهَا فَاسْمُ الْغُرُوْرِ وَالْحُمْقِ عَلَيْهِ اَصْدَقُ مِنِ اسْمِ الرَّجَآءِ - یعنی امید خوش ہونا ہے دل کا اوس چیز کے انتظار مین جو وہ چاہتا ہے لیکن اس متوقع چیز کے ملنے کے اگر اسباب مہیا ہین تو اوسکے ملنے کے انتظار پر امید کا نام صادق ہے، لیکن بغیر ہونے اون اسباب کے اوسکے انتظار پر حماقت اور غرور کا لفظ زیادہ صادق ہے بہ نسبت امید کے - مثلاً اگر کسی کاشتکار نے اول ایسی زمین منتخب کی ہو جو کاشت کے لایق ہو، اور اوسمین عمدہ اور تازہ بیج ڈالا ہو، اور پانی سینچا ہو اور خودرو گھاس کے نکالنے اور دانہ پڑنے کے بعد چڑیون وغیرہ سے اوسکی حفاظت کی ہو، اور تا تیاری فصل کے ہر وقت اوسکی خبر رکھتا رہا ہو، ان تمام اسباب کے جمع کرنے اور اون مدارج کے طے کرنے پر جو اوسکے اختیاری تھے اگر وہ امید کرے اپنے کھیت سے پیداوار پانی کی، اور بھروسہ کرے خدا پر آفات ارضی و سماوی سے، جو اوسکے اختیاری نہین ہین بچانیکا - تو بلاشبہ اوسکے انتظار کو ہم امید کہین گے - مگر جو کوئی زمین ہی نہ تلاش کرے، یا زمین اوسکی بنجر ہو، جو کھیتی کے قابل نہو، یا وہ بیج نہ ڈالے یا سڑا گلا بیج ڈالے، یا بیج ڈالے کچھ کا اور امید کرے

گیہون کے، یا بیج ڈالنے کے بعد اوسکی خبرگیری نکرے، تو ایسے شخص کے انتظار کو حماقت اور غرور کہنا چاہیئے نہ امید۔ **شعر**

تَرجُو النَّجَاۃَ وَلَمْ تَسْلُکْ مَسَالِکَھَا	اِنَّ السَّفِیْنَۃَ لَا تَجْرِیْ عَلَی الْیَبَسِ
تو نجات کی امید رکھتا ہے اور اُسکے رستونپر چلا ہی نہین	کشتی کہین خشکی پر چلتی ہے۔

یہ عمدہ تعریف امید کی اور یہ عمدہ مثال امید کی اور یہ فرق جو امید اور حماقت کی باہم امام صاحب نے بیان فرمایا ہے، گویا سبب اور نتیجے کے سلسلہ کی تصویر ہے، اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ صرف محسوسات اور موجودات عالم ہی میں پایا نہین جاتا بلکہ تمام حوادث دنیاوی اسی سلسلہ کے پابند ہین۔ اسلیئے ہمکو قومی عروج اور زوال کے تاریخی واقعات ہی سے مطلع ہونا کافی نہین ہے، بلکہ اوسکے اسباب دریافت کرنے لازم ہین۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری تاریخین اس سے خالی، اور ہمارے مورخین اس سے غافل ہے۔ اگرچہ پانسو برس ہوئے کہ ہمارے یہان کے ایک عالم علامہ ابن خلدون نے منجملہ اور بانونکے تاریخ لکھنے والے کو محتاج اسباب کا قرار دیا ہے، کہ ہر واقعہ کا سبب اور ہر حادثہ کی علت سمجھ سکتا ہو مگر افسوس ہے کہ یہ خیال کتاب ہی مین رہا، اور اوسپر ہمارے مورخین نے لحاظ نکیا۔ اسواسطے ہمکو اپنی ترقی اور تنزل کے اسباب تلاش کرنے مین اپنی طبیعت یا غیر قومونکی راے سے مدد لینی ہوگی اور اسواسطے وہ اسباب جو قومی تنزل کے مین بیان کرتا ہون، منجملہ اختلافی مسایل کے رہین گے۔

اسباب تنزل

صاحبو! جب ہم دنیا کی اور قومون اور اپنی قوم پر نظر کرتے ہین، تو معلوم ہوتا ہے کہ جو سلسلہ قدرت نے قومونکی ترقی اور تنزل کا بنا رکھا ہے اوسیکے موافق ہمارا بھی عروج اور زوال ہوا۔ قومون کا بڑھنا اور گھٹنا ہمیشہ ایک ہی طور پر ہوا کرتا ہے محنت اور جفاکشی سلطنت کے آگے آگے چلتی ہے غدر اور انقلاب، اطمینان اور عیش کے پیچھے لگے رہتے ہین۔ جفاکش سپاہی سلطنت اور دولت حاصل کرتے ہین۔

سلطنت اور دولت اول مہذب اور تربیت یافتہ بناتی، پھر عیش اور نفسانی لذتون مین اونکو مبتلا کرتی ہے جس سے بادشاہ اور امیر آرام طلب، سست، کاہل، اور بزدل ہوکر سلطنت، امارت، حکومت، سب کو خیرباد کہہ دیتے ہین۔ سلطنت اور دولت کے ساتھ علم و تہذیب یا تمدن و شایستگی، بلکہ قوم بھی رخصت ہو جاتی ہے۔ ہم مسلمانون کا یہی حال ہوا کہ اول تو اونمین ایک جوش پیدا ہوا، جس سے وہ شرق سے غرب تک پھیل گئے، دنیا کے بڑے بڑے حصون پر قابض ہوئے، بڑی وسیع سلطنت قایم کی علوم و فنون سیکھے، تہذیب و شایستگی پھیلائی، عیش و عشرت اور ثروت کی کوئی حد نہ رہی، پھر آرام طلب ہوئے دماغون مین سستی مزاجون مین کاہلی آئی، جس سے خلافت اور سلطنت کھو بیٹھے، علم و تہذیب سے بے نصیب ہو گئے یعنی جن درجون کو طے کرتے ہوئے اوپر چڑھے تھے، اونہین زینون سے اوترتے ہوئے نیچے آگئے۔

ہماری ترقی کا پہلا زینا تھا مذہبی جوش، اور عربی حمیّت، اور عربی عصبیّت۔ تین صدیون مین ہمنے ان زینون کو طے کیا تھا اور تیسری صدی مین ہم اپنے عروج، اور ترقی کے انتہا درجے پر پہونچگئے۔ وہان پہونچکر ہم ٹھہر گئے، اور ملکی اور مذہبی ترقیان ختم ہوگئین۔ بقول ایک یورپین مورخ کے وہ خیالات اور اسباب جو اسلام اور اون ملکی قوتون اور خاندانون کے مخصوص تھے، جنمین اسلام کی ابتدا ہوئی تھی، امتداد زمانہ کی وجہ سے یا تو ضعیف اور کمزور ہو گئے، یا اون معمولی اغراض مین دفن ہوگئے جنپر عموماً انسانی رویہ اور رفتار کا مدار ہے۔ جون جون زمانہ گزرتا گیا، مسلمان دنیاوی زینت اور عیش کے مطیع ہوتے گئے اور بہادر سپاہی سے آرام طلب امیر بنگئے اور سلطنت کے کاروبار مین دوسرے لوگ دخیل، اور رفتہ رفتہ خلیفہ اور خلافت دونون پر حاوی ہوگئے۔ عرب کی وہ خاص اور ممتاز جنگی حیثیت، جسکی بدولت وہ مسلمان شاہی خاندانون کے حکم، اور مذہب اسلام کے پھیلانے کے بڑے ذریعہ تھے، تیسری صدی مین غارت ہوگئے دنیا کی نعمتون اور دولت کی لذت سے اونکا ابتدائی جوش تو جا ہی چکا تھا، اسپر جب خلفا اپنے لوگون

یعنی عرب کو رشک اور بے اعتنائی کی نظر سے دیکھنے لگے، اور اونکا عمدہ فوجی انتظام مٹ گیا، اور عربونکی قوت ٹوٹ گئی، اور وہ اپنی بدویت پر رجوع کر گئے اور غیر قوم کے اُبھرتی سپاہی، اور غلام اونکے جانشین ہو گئے اوسوقت سے اونکا نشان پولیٹکل جماعت مین خود مختار قوت کی حیثیت سے کہین پایا نہین جاتا۔ عربون کی قوت ٹوٹ جانے سے خلافت کو بڑا صدمہ پہونچا، اور آخرکار قریشی خاندانون کی خلافت کا خاتمہ ہی ہوگیا۔ تھوڑے دنون مین نہ عربی فوج رہی نہ عربی حکومت، نہ عربی خلافت کا پتہ رہا۔ نہ عباسیون کا نشان۔

اگرچہ چند صدیون تک اوسکے بعد مسلمانی سلطنت قایم رہی، اور بعض حصون مین نئی قومون نے کبھی کبھی اسلام کا جوش بھی ظاہر کیا، مگر وہ ایسا محدود اور مختلف رہا، کہ اوسکا اسلامی حکومت پر تمام دنیا کے یکسان اثر نہ پڑا، اور نہ کوئی ایک مسلسل زمانہ جھگڑے اور انقلاب، اندرونی فساد، خونریزیون اور سازشون سے پاک، کسی اسلامی سلطنت پر گزرنے پایا ان ہی اسباب سے تنزل ہوا جسکی تفصیل یہ ہے۔

پہلا سبب

خلافت کا جمہوری سے شخصی سلطنت ہوجانا اور خلفاء اور سلاطین کا خود مختار ہونا اور شریعت کے احکام کا پابند نہ ہونا

شروع مین اسلامی خلافت کی صورت جمہوری سلطنت کی سی ہے۔ مسلمانونکی جماعت گویا ایک ایسا گروہ تھا جنکے مقاصد اور اغراض ایک تھے، اور جنکی حریت اور آزادی کا کوئی مزاحم نہ تھا۔ خلیفہ شریعت کے احکام کا تابع، مسلمانونکے حقوق کا محافظ، اور اونکی آزادی کا حامی، اور بیت المال کا امین ہوتا، شرعی احکام اوسپر ویسے ہی نافذ ہوسکتے جیسے کہ عام رعایا پر، حقوق العباد کی حفاظت اوسپر ویسے ہی واجب ہوتی جیسے کہ

حقوق اللہ کے۔ کیسی صحیح تعریف کی ہے خلافت کی جسنے کی ہے کہ ھی الریاستہ العامۃ فی التصدی لاقامۃ الدین باحیاء العلوم الدینیۃ واقامۃ ارکان الاسلام والقیام بالجہاد وما یتعلق بہ من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلۃ واعطائہم من الفیٔ والقیام بالقضاء واقامۃ الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والنھی عن المنکر نیابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ خلافت ریاست عامّہ کو کہتے ہین جسکا مقصد دین کو قایم کرنا ہو علوم دینیہ کے زندہ کرنے سے اور ارکان اسلام کے قایم کرنے سے اور جہاد کی مستعدی سے اور جو کچھ اوس سے متعلق ہے مثلاً فوجون کی ترتیب۔ لڑنے والونکے روزینے۔ غنیمت کی تقسیم۔ عدالت کا قیام۔ حدود کی اقامت۔ جرایم کا روکنا۔ اچھی باتون کا حکم۔ بری باتونکی روک اور یہ سب باتین بحیثیت جانشینی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہون"۔ مگر خلافت کی یہ تعریف صرف خلفائے راشدین پر صادق رہی جنہون نے نہ کبھی خودمختاری کا خیال کیا، نہ کبھی معصومیت اور خطا سے پاک ہونیکا دعویٰ۔ وہ بلا شبہ ان فرایض کے پابند اور ان شرایط کے جامع تھے، پڑہو وہ خطبہ حضرت صدیق اکبر کا جو جنہون نے اپنی خلافت کی شروع مین فرمایا تھا، کہ "اے مسلمانو مین ویسا ہی آدمی ہون جیسے کہ تم ہو، نہ خطاؤن سے معصوم ہون نہ غلطیون سے محفوظ، نہ تم سب سے بہتر اور اچھا ہون اسلئے تم میری خبرداری رکھنا، جو باتین میری خدا اور اوسکے رسول کے احکام کے موافق ہون اونمین میری تبعیت کرنا، اور جسمین مجھے لغزش کرتے ہوئے دیکھنا مجھے سنبھالنا"۔ افسوس کہ تیس برس سے زیادہ یہ اسلامی خلافت نہ چلی نہ خلفائے راشدین کے بعد جو خلیفہ ہوئے وہ ان فرایض کے پابند رہے ملکاً عضوضاً کی پیشین گوئی صادق آئی اور خلافت خودمختار سلطنت اور ڈسپاٹک گورنمنٹ ہوگئی، سلاطین اور بادشاہ آزاد ہوگئے اور لذات نفسانی مین منہمک، نہ اونکو قوم کا ڈر رہا نہ شرع کا، نہ اونہون نے مذہب کا خیال رکھا نہ انصاف کا۔ ایک خلیفہ تھے حضرت علیؓ کہ اپنے بھائی عقیل کو ایک درم حصہ معینہ سے

زیادہ ندیا اور ایک وہ خلیفہ تھے کہ رکاب سے پاؤن نکالنے کے اول ایک صوبہ کی آمدنی خوشامد کرنیوالونکو
بخشدی - ایک خلیفہ تھے حضرت عمرؓ کہ جب اونکے پاس روم کا سفیر آیا تو زمین پر فرش تک نہ تھا - اور ایک
تھے خلیفہ مقتدر باللہ جنکی جلو مین سات ہزار خواجہ سرا، اور جنکی ڈیوڑھی پر سات ہزار دربان، اور جنکے
محل مین ۳۸ ہزار مشجر زربفت کے پردے پڑے تھے - اگر خلافت کا ابتدائی اصول قایم رہتا اور خودمختاری
سلطنت کی بنیاد اسلام مین جلد نہ پڑجاتی، تو یقیناً اسلامی گورنمنٹ دنیا کے مہذب ترین گورنمنٹون مین سے
ہوتی، اور بہت دنون تک دنیا مین قایم رہتی - خودمختاری نے اسلامی سلطنت کو بہت نقصان پہونچایا اور
بادشاہونکی مطلق العنانی نے سلطنت کو بہت جلد تباہ کیا -

تیس برس کا زمانہ چھوڑ کر اگر اسلامی خلافت اور اسلامی سلطنت پر مورخانہ نظر ڈالی جاے، تو اس خودمختار
سلطنت کی مختلف حالتین اور متناقض کیفیتین نظر آئین گی، - کسی خلیفہ کو آپ نہایت سفاک بے رحم
اور ظالم پائین گے جو مقتولون کی لاشون پر خوان نعمت بچھاے ہوے خوشی سے کھانا کھا رہا ہے، مظلوم
بیگناہ یتیمون اور بیواؤن کی آہ وزاری کی دردناک صدائون مین خوش الحان مطربونکے گانے سن رہا ہے،
کسی ظل اللہ کو آپ دیکھین گے، کہ معدلت کی کرسی پر بیٹھا ہوا انصاف کر رہا ہے، عدل کی ترازو ہاتھ مین ہے
بیواؤن اور یتیمون کی فریاد کے لئے دروازہ کھلا ہوا ہے، عمری صولت فاروقی ہیبت چہرے سے
عیان ہے، مفتی و قاضی علما و فقہا کا بازار گرم ہے، بکری اور شیر گویا ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہین
پھر کسی زمانہ مین اب سلطان وقت کو علم و ہنر کا شائق پائین گے جسکی توجہ سے علم و کمال کی شعاعین
ملک مین پھیل رہی ہین، علوم و فنون کے چرچے ہو رہے ہین، مدرسے اور کالج بن رہے ہین، فضلا
اور حکما جمع ہین، اہل فن اور اہل کمال سے دربار بھرا ہوا ہے، بادشاہ اونکے حلقہ مین بیٹھا ہوا علمی
مباحثے کر رہا ہے - اوسکے بعد آپ ایسا جاہل بادشاہ دیکھین گے جسکے تعصب اور جہالت سے ملک تاریک
ہو رہا ہے مدرسے ویران خانقاہین اوجڑی پڑی ہین، علما ذلیل اہل کمال خوار ہین - غرضکہ کسی ایک صدی

اور کسی ایک ملک اور کسی ایک خاندان مین بھی یکسان حالت بُری یا اچھی آپ کو نظر نہ آویگی، بلکہ ملک کی حالت بادشاہ وقت کے خیال کے مطابق ہمیشہ بدلتی ہوئی دکھائی دیگی۔ حقیقت مین خودمختاری اور کسی اصول کی پابندی نہونے سے اسلامی زمین ہزارون رنگ بدلتی رہی، اور مختلف اور متناقض حالتین بادشاہونکی طبیعت اور مزاج اور حالت کے مطابق پیدا ہوتی رہین۔ اگر سلطان وقت عیش و عشرت پر جھکا، مُغنّی و مطربکا ہجوم ہوا ساقی و ندیم جمع ہوئے، صراحی و جام کے دور چلنے لگے، قلقل مینا کی صدائین، بربط و عود کے ترانے، آسمان تک پہونچے، اندر کا اکہاڑہ زمین پر اوتر آیا، نمرود کی بہشت کا نقشہ آنکھونکے سامنے پہر گیا۔ اگر خلیفۃ اللہ فی الارض اللہ کی طبیعت تورع اور پرہیزگاری پر جھکی، قاضی کے فتوے محتسب کے دُرّے جاری ہوئے، ملحد دار پر، بیدین صلیب پر چہڑے، خُم ٹوٹے، ساقی شہر بدر ہوئے، بربط و ارغنون جلائے گئے، میخانے ویران خرابات خراب ہوئے، زاہدونکی بن آئی، پیر مغان کی مٹی خراب ہوئی، غرضکہ جسطرف بادشاہ کی طبیعت آئی، سارے ملک مین اوسیکا اثر نظر آنے لگا، اور جدہر بادشاہ کا خیال آیا اوسیطرف ساری رعایا جھک پڑی۔ اِنَّ خیر اًفخیر وَ اِن شراً فشرٌ اس خودمختاری اور سلطنت کی تغیر پذیر حالت نے ہمیشہ اسلامی زمین پر اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا کی کیفیت طاری رکھی اور سلطنت کو کبھی کسی مستحکم اصول پر قایم نہونے دیا، نہ کسی ایک حالت کو کبھی قیام ہوا، اوسپر جانشینی کے مسلمہ اصول کے نہونے اور جانشینون کے باہمی جھگڑون اور دربار کی سازشون اور فرقہ بندیون نے کبھی دنیا کو چین نہ لینے دیا، نہ کسی ملک یا کسی زمانہ مین ایک پوری صدی اطمینان سے گزرنے پائی۔ نہ کوئی قوت بادشاہونکی خودمختاری کی روکنے والی باقی رہی نہ اونکی فضولی اور اسراف کی مزاحمت اور روک کسی قانون یا قاعدہ سے ہوسکی۔ خودمختاری نے اونکو دولت اور شاہی خزانون کے بیدریغ خرچ کرنے پر آمادہ کیا، اور دولت و ثروت نے اونکو دنیاوی لذتون کا شیدا، اور اسراف اور فضولی نے عیاشی اور آرام طلبی کا عادی کردیا، کیا خوب کہا ہے ایک مورخ نے مسلمان بادشاہونکی نسبت، کہ بجا ہے اسکے کہ

بلند حوصلگی سے روحانی خوشیان حاصل کرتے، اور اعلی درجے کے خیالات پیدا کرتے، وہ اپنے شوق اور وسعت کو بیہودہ شان وشوکت اور عیش وعشرت مین صرف کرنے لگے۔ بہادرون اور شجاعون کے انعام عورتون اور خواجہ سراؤن کو ملنے لگے۔ سپاہیون اور بہادرون کے عوض شاہی لشکر مین حور وغلمان کی بھرتی ہونے لگی۔ ایسے خلیفون اور ایسے بادشاہونکی رعایا کا مزاج بھی ویساہی ہوگیا، اونکا مذہبی جوش اور دلی ولولہ دولت کی افراط سے سرد پڑگیا، وہ برخلاف اپنی بزرگونکی صحبت کے کاہلین دولت کے خواہان، اور علم کی طلب مین نیکنامی کے طالب اور خانگی امور مین آرام اور عیش کے جویا ہوگئے۔ ایسی صورت مین مسلمانی سلطنت کے قیام اور اوسکے استحکام کی کیا توقع ہوسکتی تھی اور وہ کونسے ایسے مستحکم اور عمدہ اصول پر مبنی تھی جو مدتون تک زوال کے صدمون سے محفوظ رہتی، اوسکا ان انقلابون مین محفوظ رہنا اور باوجود ایسی حالتون کے استنے دنون تک برقرار رہنا ہی باعث تعجب ہے، نہ اوسکا زوال۔ تو سو برس سے یہ عمارت ہل رہی تھی مگر اب اوسے یورپ کے سیلاب نے بالکل تباہ کردیا، اور اوسکی علمی اور تمدنی قوت نے اوسکے ٹکڑے کردئیے اس سے پیشتر چونکہ انقلاب اسلامی حدود کے اندر محدود رہتا اور ایک اسلامی خاندان کے بجاے دوسرا کوئی مسلمان خاندان تخت سلطنت پر قایم ہوجاتا اسلیے اوسکا اثر ظاہر اسلام پر نہ پڑا اور عیسائی غیر قومون کی کمزوری نے استنے برسون تک اس کمزور عمارت کو قایم رکھا، اب آخر یورپ کے علمی سیل کے سامنے وہ نہ سکی اور نہ سواے چند پتھرون کے کوئی عمدہ اور عالی شان اور خوبصورت حصہ اوسکا گرنے سے باقی رہا۔ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ اور جب خدا کسی قوم کے ساتھ برائی کرنی چاہتا ہے تو اوسکی کوئی روک نہین۔

دوسرا سبب

اسلام مین اختلاف کا پیدا ہونا اور مسلمانونکے متفرق فرقے ہوجانا

مسلمانون مین اختلاف کا پیدا ہونا، اور مسلمانونکے متفرق فرقے ہوجانا بھی ہمارے زوال کے

بڑے اسباب مین سے ایک بڑا سبب ہے، اور اونمین سب سے بڑا اختلاف مذہبی اختلاف ہے، جسکا
بیج ابتدا ہی زمانہ مین پڑا، اور امامت کا جھگڑا اوسکا سبب ہوا۔ اس سے مسلمان جنکی تعریف مین خدا نے
فرمایا تھا۔ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے۔ ایک دوسرے کے
دشمن ہوگئے، اور کافرون کو چھوڑ آپس مین لڑنے لگے، حقیقت مین وہ بغض و عناد کا بیج جو امامت
کے اختلافی مسئلہ سے عرب کی زمین اور مسلمانون کے دلونمین پڑا، وہ اپنے بڑے بڑے تلخ اور زہریلے
پھل لایا، اوسنے مسلمانون کے خون کی ندیان بہا دین، اسلام کی مضبوط بنیاد کو ہلا دیا، غیرون کو حملہ
کرنے اور اسلام پر غالب آنے کی جرات دلائی، باہمی محبت اور اختلاط اور ہمدردی کا نام نہ رکھا، اس سے
مسلمانونکی باہم سلطنت اور ریاست پر ہی لڑائیان نہین ہوئین بلکہ اوسکا مہلک اثر ہر قبیلے اور ہر خاندان
بلکہ ہر گھر مین ہونے لگا، اور نہایت قوت سے وہ ابتک موجود ہے۔ پھر یہ اختلاف اسی پر نہ ٹھہرا، بلکہ
دوسری شکل اور دوسرے رنگ مین جلوہ دکھانے لگا، چھوٹی چھوٹی باتون اور خفیف سے خفیف مسئلون
مین اتنا اختلاف ہوگیا، کہ اسلامی جماعت کی صورت ہی کہین نظر نہین آتی، اور اختلاف اور جھگڑے کے
سوا سے اتحاد کا نام و نشان تک کہین پایا نہین جاتا۔ ساری اسلامی زمین مین کہین مجموعی قوت کا سایہ
تک نظر نہین پڑتا۔ چونکہ دین ہی نے اتفاق پیدا کیا تھا، اور یہی وہ بڑی نعمت تھی جو خدا نے ہمکو دی تھی
اور یہی وہ بڑا احسان ہے جو ابتدا مین اوسنے ہمپر کیا تھا، جسکو امتنانًا خود فرماتا ہے۔ اَلَّفَ بَيْنَ
قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ۔
اون لوگون کے دلونمین الفت دی۔ اگر تو ساری زمین کی چیزین خرچ کرتا تو بھی اونکے دلونمین الفت
نہ پیدا کرسکتا۔ لیکن یہ الفت اونمین خدا نے پیدا کی۔ آخر دین ہی کے اختلاف سے اوسکی بنیاد شروع ہوئی
اور یہ نعمت خدا نے ہم سے لے لی، اور ہمکو اختلاف اور جھگڑون اور فسادون مین ڈالکر نہ دنیا کا رکھا نہ دین
کا۔ ملکون کو جانے دیجئے، سلطنتون کا ذکر نہ کیجئے، صوبون اور شہرون پر خاک ڈالئے، کوئی دو خاندان

دو گھر بلکہ دو دل مسلمانونکے ایسے بتا دیجئے کہ اونمین اتفاق ہو، اور ایک دوسرے سے عداوت اور دشمنی یا رشک وحسد نرکھتا ہو، اور کیا مذہبی اور کیا دنیاوی، کیا خانگی کیا خیالی باتون سے اس کمبخت نفاق اور اختلاف کے سبب دو مسلمان ایک دوسرے کے مخالف نظر نہ آتے ہون - گبن جو ایک بڑا نامی مورخ ہے وہ اپنی تاریخ مین اول زمانہ کے مسلمانونکی بے نظیر حب الوطنی کی شہادت مین لکہتا ہے کہ جب عقبہ یونانیون اور افریقہ والونکی بغاوت عام کی وجہ سے بحر اوقیانوس کے ساحل سے مراجعت کرنے پر مجبور ہوئے تو اوسوقت اونکے لشکر مین ایک مسلمان قیدی تہا، جسنے خود عقبہ کی جگہہ پہ مقرر ہونیکی درخواست کی تھی، اور نہایت جانی دشمن اوسکا تہا باغیون نے اوسکی ناراضی اور انتقام لینے کے اعتماد پر اوس سے سازش کرنی چاہی، اوسنے نہایت حقارت سے اونکی درخواستونکو نامنظور کیا اور اونکی سازش اور منشا کا افشا کر دیا - سردار نے عین خطرہ کے وقت مین جبکہ اوسکو اپنی جان کا خوف تہا اوسکی بیڑیان کاٹ ڈالین اور چلے جانے کا مشورہ دیا، اوسنے اپنے رقیب کے جھنڈے تلے مرنا پسند کیا، اور دوستونکی طرح بغلگیر ہوکر اوسکے ساتھ شہادت کا خواہان ہوا، دونون نے اپنی تلوارین میان سے نکالین، اور اوسوقت تک ڈٹ کر لڑتے رہے کہ اپنے ہموطنون کے آخری مقتولون پر ایک دوسرے کے پہلو مین مرکر گرے - کیا حال کے زمانہ مین کوئی مثال اسکی بتا سکیگا، درحقیقت وہ تھے اعضاے یکدیگر، اور ہم لوگ ہین اعداے یکدیگر، اپنی ذاتی خواہشون، ذاتی دعوٗن کے سبب نہ قوم کا خیال، نہ اسلام کی پرواہ - کون سی آفت مسلمانون پر آتی ہے، جسکی بنا خود مسلمانونکے نفاق پر نہین ہوتی کون سی ذلت مسلمانون کو نصیب نہین ہوتی ہے جسکا اصلی سبب خود مسلمانون کا اختلاف نہین ہوتا - دہلی کی سلطنت اسی صدی مین کسنے غارت کی، نادرشاہ کو پانی پت سے کسنے لوٹنے ندیا، اور کون دہلی مین لایا، اور قتل عام کرایا، ترکون کو اسی آخری جنگ مین روسیونکے ہاتھ سے شکست کسنے دلائی، سلیمان کو عثمان پاشا سے کسنے ملنے دیا، حال مین جو کوشش مسلمانونکی قومی ترقی کے لیے کیجاتی ہی، کون اوسے چلنے نہین دیتا، اور کون اوسکی بربادی کے سامان

جمع کر رہا ہے، اس گئے گزرے زمانہ مین جو کوششین ہمارا بہادر ...... کرتا ہے کون اوسکی ناکامیابی چاہتا ہے، کون اوسکی راہ مین روڑے ڈالتا ہے۔ خود اوسیکے بہائی مسلمان۔ کسلئے وہ یہ کرتے ہین، صرف اوس اختلاف کی وجہ سے جسکا بیج عموماً مسلمانونکے دلونمین پڑا ہوا ہے۔ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔ پس خدا اون چیزون کا قیامت مین فیصلہ کریگا جنمین اون کو اختلاف ہے۔

تیسرا سبب

مسلمانونمین قومی آزادی کا نہونا

یہ بات بھی کچھ کم مسلمانونکی تباہی کی نہین ہوئی، کہ کبھی مسلمان ایک قوم نہوئے اور متحد المذہب فرقون نے بہی اپنے آپ کو متحد اور آزاد قوم نہ بنایا، درحقیقت "نیشن" کے لفظ کا اطلاق کسی ملک کے کسی فرقہ کے مسلمانون پر کبھی نہوا نہ ہوسکتا ہے، اونہون نے اپنے حقوق کا مطالبہ نکیا، اپنی قومی آزادی کے لئے وہ متحد نہوئے تاجس سے خود مختار بادشاہونکی غیر محدود اختیارات کی روک تھام ہوتی اور مسلمان ایک قوم کی حیثیت سے ایک دوسرے کے شریک ہوتے۔

ذرا تاریخ ملاحظہ فرمایئے کہ جتنی اندرونی جنگین ہوئین، کوئی بھی حقوق اور آزادی کے حاصل کرنیکے لئے ہوئین۔ جتنی لڑائیان ہوئین، وہ یا تو مذہبی تھین، یا کسی ذاتی یا قومی عداوت کی وجہ سے پیدا ہوتی تھین، مگر ہر حالت مین نتیجہ واحد تھا، کہ کسی ایک خاندان کے لئے حکومت حاصل کرنیکی غرض سے جنگ ہوئی، اور فاتح نے مفتوح کے ساتھ ہمیشہ انتقام مین وہی برتاؤ جابرانہ اور ظالمانہ کیا، جو خود اوسکے ساتھ مفتوح نے ایک زمانہ مین کیا تھا۔ کسی صورت مین بھی کہین یہ بات پائی نہین جاتی کہ قوم نے ایکدل ہوکر اپنے حقوق اور اپنی آزادیونکی حاصل کرنے مین فکر کی ہو۔ اسلامی تاریخ مین کوئی بھی واقعہ اس قسم کا نہین ہے، جیساکہ

رنیمیڈ (Runnymede) کے چھوٹے جزیرے پر انگلستان مین پیش آیا تھا، آپ لوگونکو معلوم ہے کہ انگلستان کی رعایا نے اپنے اُمرا کی سرپرستی مین اسی مقام پر بادشاہ سے اپنی آزادی کے فرمان پر بجبر دستخط لئے تھے۔

قومی اتحاد جیسا کہ ہم آجکل یورپ مین دیکھتے ہین ہم لوگون مین کبھی قایم نہوا۔ ایک قبیلہ، ایک خاندان چندروز تک حکمران رہا، اور اوسکے بعد دوسرا اوسکا جانشین ہوگیا۔ اسپین اور انگلستان دونون کی نوسو برس پیشتر جو حالت تھی، اوسکا مقابلہ کیجئے۔ اسپین کو پہلے افریقہ کے لوگون نے فتح کیا، اور پھر عربون نے، اُنمین اکثر بہت سے نو مسلم خاص وہانکے رہنے والے شریک ہوگئے، اسیطرح افریقہ سے بھی لوگ وقتاً فوقتاً وہان آتے رہے اور بستے گئے، مگر ان سب لوگونمین آپسمین رقابتین اور نفاق اور مذہبی عداوتین قایم رہین۔ انگلستان مین بھی نوسو برس پیشتر یہی حالت تھی، کہ خاص وہان کے باشندے ڈینز اور سیکسن آپسمین لڑتے بھڑتے رہتے تھے، اسکے بعد نارمنڈی سے ولیم نے اس جزیرہ پر فوج کشی کرکے فتح کی۔ مگر دو صدیان بھی نگذرین تھین کہ یہ سب لوگ خلط ملط ہوکر ایک ایسی قوم بنگئی، جنکے اغراض ایک، خواہشین ایک، اور آزادی کے خیالات ایک، تھے۔ یہی وہ طریقہ ہے جسکی وجہ سے انگلستان کی آج یہ عظمت قایم ہے۔ وہان کی رعایا ایک دل ہے، مگر غالباً اس سے بھی بہتر مثال مختلف افراد کے اتفاق کی امریکہ مین ملتی ہے۔ مختلف ملکون سے جلاوطن ہوکر لوگ یہان آباد ہوگئے ہین۔ انگریز (English) آیرش (Irish) اسکاچ (Scotch) جرمن (German) ڈچ (Duch) سوئیس (Swiss) اسٹرین (Anstrian) فرنچ (French) سوئیڈ (Sweed) اور ڈین (Dane) ہر قوم کے شخص امریکہ مین موجود ہین، اور اب بھی جاتے ہین، مگر حالت یہ ہے، کہ امریکہ کی ہوا لگی نہین، کہ خیال مین اور خواہشون مین امریکہ کے باشندے بنگئے، گو مذہب مختلف ہون

مگر یہ قومی خیال واحد ہے۔ آپسمین مختلف پولیٹیکل فرقون مین گو کتنی ہی تفریق کیون نہو، مگر جہان کسی دوسرے ملک کا نام آیا کہ سب کے سب ملکر ایک قوم ہوجاتے ہین۔ یہ وہ جوش ہے جو ہماری قوم کے سینہ مین کبھی موجزن نہین ہوا۔ مسلمانونکی مختلف قومون مین اگر کوئی خیال عام ہے تو وہ مذہب ہے۔ اگرچہ یہ سب مسلمان ہین، اور باوجودیکہ ہزار برس گذر چکے مگر قومیت کے لحاظ سے عرب عرب ہین، ترک ترک ہین، تاتاری تاتاری ہین، ایرانی ایرانی، افغان افغان اور مغل مغل، ایک کو دوسرے کے ساتھ کچھ ہمدردی نہین۔

چوتھا سبب

تعلیم اور تہذیب کے ترقی کا سلسلہ برابر جاری نرہنا

باوجود اوس بے نظیر اور قابل تعریف ترقی کے، جو کہ ہم مسلمانون نے علم و تہذیب مین کی، ہماری ترقی اضافی اور محدود تھی، نہ اونکا سلسلہ برابر جاری رہا، نہ وہ ایسے عام ہوسکے، کہ ہر زمانہ اور ہر ملک اور ہر فرقہ کے مسلمان اوس سے مستفید ہوتے، اور نہ وہ ترقی اوس درجہ تک پہونچی کہ جس سے پیچھے ہٹنا اسلامی گروہ کی ناممکن ہوتا، اور وہ علمی خیال، اور طبیعت کی آزادی، اور وہ دل کا جوش، اور وہ عام انسانی ہمدردی اور وہ تحقیق کا شوق، جو کہ خاص خاص زمانے، خاص خاص ملک، خاص خاص فرقون، مین پیدا ہوا تھا، قومی عادت، قومی خصلت ہوجاتا، اور جس سے اوہام اور وسوسے، جو پھل پھول جہالت کے زہریلے درخت کے ہین، اسلام کی زمین مین پیدا نہوتے، اور اوسکے وہ بُرے نتیجے جو اسلام کو اوٹھانا پڑے، نہ اٹھانے پڑتے۔ بلکہ بجاے اسکے ہماری علمی اور تمدنی ترقی محدود رہی۔ اگر کسی زمانہ، کسی ملک، کسی فرقہ، مین کسی خلیفہ، یا بادشاہ کی توجہ اور حمایت سے فلسفہ اور حکمت کا چرچا ہوا، حکیم اور فلسفی جمع ہونے لگے، کتابون کی تصنیف اور علوم کی ترقی شروع ہوئی، لوگون کے دلونمین شوق پیدا ہوا، دماغی قوتون کو تحریک ہوئی۔

چند دن نگزرنے پائے کہ اوسکا جانشین دوسرے خیال کا سلطنت کے تخت پر بیٹھا، اور حضرات فقہا اوسپر غالب آئے، اور اوسکے خیالات بدل گئے - پھر کیا تھا وہ ساری کوششین بند، ترقی مسدود - اچھے سے اچھے زمانہ کو اشاعت علوم کے لیجیے اور تاریخ کے صفحے اولٹنے شروع کیجئے ایک صفحہ مین نظر آئیگا کہ رُوم اسکندریہ اور ایران سے صدہا اونٹ کتابون سے بھرے ہوے چلے آرہے ہین، ترجمہ ہورہا ہے، فلسفہ اور حکمت کا بازار گرم ہے، مدرسے بن رہے ہین، طلبا کا ہجوم ہے، الٰہیات، طبعیات، منطق، ہیئت، ہندسہ کی تعلیم جاری ہے، فلسفہ کی کتابون سے کتب خانے بھرے ہوئے ہین، حکمت کی کتابین سُنہری الماریون مین رکھی ہوئی ہین - دوسرا ورق لوٹتے ہی یہ سارا دفتر اولٹا نظر آئیگا، دوسرا ہی نقشہ دکھائی دیگا، کوئی مُفتی یا ملا صاحب ممبر پر بیٹھے ہوئے فلسفہ کی حرمت کا وعظ کر رہے ہین، تحصیل حکمت پر کفر و الحاد کے فتوے جاری ہین، کتابین جل رہی ہین، فلسفہ کا دفتر اولٹ رہا ہے، منطق، طبعیات، کی نایاب کتابونکی ورق پھٹ پھٹ کر ہوا مین اوڑ رہے ہین، فلسفی شہر سے نکالے جارہے ہین حکیمون پر کوڑے پڑ رہے ہین - غرضکہ کب اتنی آزادی ملی، کہ دماغی ترقیون کا سلسلہ مسلسل کبھی لمبے زمانہ تک جاری رہا ہو، اور اوہام اور وساوس کی سخت اور مضبوط بیڑیان علم و تہذیب کے پائون مین نڈالی گئی ہون - اگرچہ اسپر بھی روشنضمیر عالی دماغ مسلمان جو علم کا ذایقہ چکھ چکے تھے، علم کے قایم رکھنے مین کوشش کرتے رہے، اور اون غلطیون کے درست کرنے مین، جو علوم و فنون کی ترقی کے مانع ہوئین نہایت ساعی رہے، مگر زیادہ تر وہم کو عقل پر، اور وسوسہ کو علم پر، اور فقہا کو علما پر غلبہ رہا، اور فلسفہ اور حکمت کی ترقی ہونے پائی - اسوقت میرے ہاتھ مین ایک رسالہ ہے جسمین اون کتابونکے نام لکھے ہین جو پچھلے زمانہ مین عرب کے مدرسون مین پڑہائی جاتی تھین - اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بغداد، نیشاپور اور دمشق وغیرہ بڑے بڑے اسلامی کالجون اور مدرسون مین کس قسم کی کتابین پڑہائی جاتی تھین مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اون درسی کتابون مین فلسفہ کی کتابونکے نام بہت ہی کم ہین - بغداد کے

مدرسۂ نظامیہ مین ۳۶ کتابون کے نام ہین، اونمین صرف دو کتابین منطق اور معقولات کی ہین وہ بھی معمولی
نیشاپور کے مدرسہ نظامیہ مین ۱۲ کتابونکے نام ہین جو سب مذہبی ہین ۔ اسیطرح ۲۳ مختلف مدارس مین
۲۴۶ کتابونکی تفصیل ہے جسمین ایک کتاب بھی درحقیقت وہ نہین ہے، جسپر فلسفہ اور حکمت کا اطلاق ہو؛
اور ایک دوسری بڑی ضخیم کتاب لندن کی چھپی ہوئی اسوقت میرے پاس موجود ہے، جسکے ۴۸۰ صفحے
ہین اور اوسمین اون کتابونکی فہرست ہے جو کہ اب صرف ۱۸ مختلف کتب خانون مین موجود ہین، اوس مین
۶۱۰۰۰ کتابونکے نام ہین؛ انمین صرف ۷۴ کتابین منطق وغیرہ کی ہین اور وہ بھی سب معمولی، جنکو ہمارے
قطبی اور صدرہ کے پڑھنے والے بھی جانتے ہین، کوئی کتاب عزیز الوجود اون مین وہ نہین ہے جو نامی
مسلمان فلسفیون نے تصنیف کی تھین اور جنمین سے بعض بعض اب جرمن و لندن اور پیرس کے کتبخانونمین
پائی جاتی ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ ہمارے یہان کی یونیورسٹیون مین حکمت و فلسفہ کی تعلیم عام طور
پر ہوئی اور نہ عموماً لوگونکو ان علوم کا شوق تھا ۔ انکی تعلیم خانگی طور پر ہوا کرتی اور خاص خاص خاندان یا خاص
خاص اشخاص ان علوم سے واقف ہوتے ۔ ان علوم کی عام ترقی کچھ تو مذہبی عقاید مین خلل آنے کے خیال سے
نہ ہونے پائی اور کچھ اونکے غیر مفید ہونے سے ۔ اسلئے کہ جو علوم ایسے تھے کہ جنکا اثر مذہبی عقاید پر نہین پہونچتا تھا
اور جو مفید بھی تھے وہ تمام مسلمانی ملکونمین پھیل گئے جیسے کہ طب یا اوسکے بعد حساب اور ہندسہ اور جو علوم مشکل
اور دقیق اور نظری تھے، جو ذہن اور عقل کی جلا، اور صفائی کے لئے تو بہت مفید تھے مگر اون سے کچھ فایدہ
نہ تھا، اونکی عام ترقی نہوئی ۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ اوس زمانہ مین اشاعت علوم کے سامان ہی
ایسے جمع نہ تھے، کہ علوم کی عام ترقی کی امید ہو سکتی اصلی اشاعت علوم کی تو چھاپے سے ہوئی، یہ سچ ہے
کہ ایسی اشاعت جیسے کہ اس زمانہ مین ہے، ہونی ناممکن تھی، مگر وہ علوم جنکا مسلمانون کو شوق تھا یا
ضرورت، اوسی زمانہ مین خوب پھیل گئے اور بڑی بڑی مبسوط اور موٹی کتابین فقہ وغیرہ کی ہر کتبخانہ بلکہ ہر معزز
مسلمان کے گھر مین نظر آنے لگین ۔ اگر علوم حکمیہ کا بھی ویسا ہی شوق ہوتا، تو بلا شبہہ اوسی نسبت سے ان

علوم کی بھی اشاعت ہوتی - ان علوم کی عام ترقی نہ پانے کے لئے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مشکل اور دقیق علوم کسی زمانہ مین ایسے عام نہین ہوئے کہ اوسکا اثر عوام پر پہونچے، ہمیشہ خاص فرقون اور خاص خاندانون بلکہ خاص شخصون سے مخصوص رہتے ہین، یا یہ خود غلطی ہے کہ اوسکی ترقی کی، فقہ یا تاریخ یا طب کیطرح اسی کیجاوے یہ سچ ہے مگر اول تو جس نسبت سے دوسرے دقیق اور مشکل مذہبی علوم پھیلے، اوس نسبت سے ان علوم کی اشاعت نہوئی، دوسرے ہر زمانہ اور ہر وقت مین اوسکی روک ہوتی رہی، اور ہمیشہ یہ حال رہا کہ سُیُوفُ الشَّرعِ قَایِمَۃٌ عَلٰی ظُہُورِہَا مَانِعَۃٌ مِنْ اِخْتِبَارِہَا - اور عام ہونے سے میری مراد یہ نہین ہے کہ یہ توقع کیجاتی کہ ہر مسلمان اوس سے مستفید ہوتا، اور ہر شخص حکیم اور فلسفی ہوجاتا، مگر یہ علوم اگر دو کے بجائے دس مفید بھی ہوتے اور جو لوگ علوم حاصل کرنے والے تھے وہ مذہبی اور دینی علوم کیطرح اسے بھی حاصل کرتے اور اوسے اوسی نسبت سے پھیلاتے تو بلا شبہہ دماغی قوتونکی تحریک قایم رہتی، نظر بلند، دماغ عالی، خیال روشن رہتے، تحقیق کا شوق باقی رہتا، اور وہ کیڑا دوسرون کی پیروی کرنے کا جو مسلمانونکے دماغ کو کھانے لگا نہ لگنے پاتا مگر جب اوسکی روک، اور شوق کے نہونے سے اوسکی عام ترقی نہوئی، اور ہمتون کی پستی اور دماغونکے ضعف نے مذہبی علوم مین تقلید کا خیال پیدا کردیا، اوسکا اثر عقلی علوم پر بھی پڑا، اور علوم حکمیہ کی تعلیم بھی تقلیدی طور پر ہونے لگی، اور جیسا جیسا زمانہ گزرتا گیا، رسم اور نام کے سوا، اون علوم کی تعلیم سے جو اصلی غرض تھی، فوت ہوگئی -

آپ پچھلی کئی صدیون پر نظر ڈالئے - کیا آپ ایسے عالم بتا سکتے ہین، کہ جو علوم حکمیہ کے عالم تھے، مگر اونہون نے اپنے متقدمین کی طرح کسی قسم کی ایجاد یا کوئی نئی بات دریافت کی - آپ کسیکا نام بتا سکتے ہین جسنے محمد بن موسی کیطرح جبر و مقابلہ اور علم مثلث مین ترقی کی ہو، ابو علی الحسن سا کوئی شخص ہوا ہے جسنے علم مرایا و مناظر مین نہایت باریک اور دقیق تحقیقاتون سے یورپ کے حکیمونکی سنہری فہرست مین جگہہ پائی ہو، ہبیت اللہ بغدادی کے مقابلہ مین آپ کسی کا نام لے سکتے ہین جسنے نور کی رفتار کا اندازہ

نکالا، اور اوسسے دلائل سے ثابت کیا، عبدالرحمن صوفی کا نظیر بتایئے جسنے سیارون اور ستارون کی تصویر کھینچنے مین ترقی کی ہو، ابوالقاسم سا محقق کون ہوا ہے جسنے تجارت کے اصول پر عمدہ کتابین لکھی ہون، ابو رشد اور ابو طفیل کی مانند ہونا تو ایک طرف، اونکے نام جاننے والے، اور اونکی تصنیفات سے فیض اوٹھانے والے کتنے ہوئے ہین۔ للہ انصاف کیجیے اور فرمایئے کہ باوجود جاری رہنے تعلیم حکمت و فلسفہ کے، اور باوجود سیکھنے علوم معقول کے، اور باوجود کہلانے عالم علوم عقلی کے کیون مسلمانون سے ایجاد اور تحقیق کی قوت جاتی رہی، اور کیون وہ اپنے بزرگون کی طرح محقق اور موجد نہوئے۔ اسکا سبب یہ تھا کہ تقلید کی عادت نے حکمت فلسفہ مین بھی اونکو تحقیق کا شوق نہ دلایا، اور جو استعداد ایجاد اور نئی باتونکی دریافت کی تھی، اوس سے کام نہ لیا، اور جسطرح دینی مسائل مین اجتہاد چھوڑ دیا، معقولات مین بھی چند کتابونکے پڑھنے اور چند مسایل کے سیکھنے اور اوسسے تنگ اور تاریک دایرہ مین گھومتے رہنے پر قناعت کرلی

ھکذا اضعف العلم فی القرون السابقۃ فکیف الظن بزماننا ھذا وقد انتھی الامر الی ان مظھر الانکار یتھم فی نسبتہ الی الجنون فالاولی ان یشتغل الانسان بنفسہ و یسکت

یون ہی اگلے زمانہ مین علم ضعیف ہوا۔ سو آجکل کا کیا ذکر ہے اور اب تو یہان تک نوبت پہونچی ہے کہ انکار ظاہر کرنیوالا شخص جنون کیطرف منسوب کیا جاتا ہے پس بہتر یہ ہے کہ انسان اپنا کام کرے اور چپ رہے۔

پانچوان سبب

غلط مذہبی خیالات

اس سبب کو مین مسلمانونکے دین اور دنیا، علم و تہذیب، پولیٹکل اور سوشل، غرضکہ تمام چیزون کے زوال کا اصلی سبب سمجھتا ہون، اور سبب بھی ایسا عام کہ جس سے کوئی ملک اور کوئی فرقہ نہین بچا، اور جو آجتک

ہمکو ادبار اور افلاس کے تاریک غار سے اوبھرنے نہین دیتا۔

جب ہم دنیا کے مختلف حصوں کے مختلف فرقون کے مسلمانونکو دیکھتے ہین، تو باوجود اون اختلاف کے جو اون مین پائے جاتے ہین، ترقی نکرنے مین ہم سب کو متحد اور متفق پاتے ہین۔ ذرا آنکھ کھول کر دنیا کے چارون حصون پر نظر ڈالیے، اور جہان جہان مسلمان آباد ہین، اونکی حالت دیکھیے، سب کو یکسان پائے گا۔ سلطنت اور ریاست اونکے ہاتھ سے نکل گئی، اور جہان برے نام کچھ باقی ہے، اگر بالذات شب اند شب دیگر نمی ماند کا نقشہ ہو رہا ہے، افلاس اور ادبار چارون طرف سے گھیرے ہوئے ہے، دولت اور عزت روز بروز کم ہوتی جاتی ہے، علوم و فنون مین دنیا کی سب قومون سے اونکا درجہ گرا ہوا ہے، تہذیب و شایستگی مین مہذب قومونکی فہرست سے گویا نام خارج ہو رہا ہے، زمانہ کی رفتار کے ساتھ کہین چلتے ہوئے نظر نہین آتے، دماغی دوڑ مین دوسری قومونکے ساتھ دکھائی نہین دیتے، پھر یہ حالت ایسی عام ہے، کہ جہان دیکھو اور جس حصہ کے مسلمانون پر نظر ڈالو کوئی اس سے خالی نہین ملتا، عجمی ہو یا عربی، ترکی ہو یا مصری، ایرانی ہو یا ہندی۔ اس عام نتیجہ کا جو ہم ہر جگہ یکسان پاتے ہین، سبب بھی عام ہونا چاہیے، وہ سبب کیا ہے؟ مسلمانونکے مذہبی خیالات کا بگڑ جانا، پاک مذہب کی پاک تعلیم مین جھوٹے توہمات اور رسمون اور انسانی خیالات کا مل ملا کر اصلی حالت پر نہ رہنا۔ یہ بحث اتنی بڑی اور وسیع ہے، کہ اگر آپکا تھوڑا قیمتی وقت ذرا اسکی تفصیل سے بیان کرنے، اور آپکو اوسپر متوجہ کرانے کیلیے لون، تو غالباً آپ معاف فرماوینگے، اور ذرا دل لگا کر میری بات سنین گے۔

اول یہ سوچنا چاہیے کہ اسلام جس زمانہ مین ظاہر ہوا، اوسوقت دنیا مین بہت سے مذہب موجود تھے۔ آتش پرستون اور بت پوجنے والونکو جانے دو، توریت اور انجیل کے ماننے والے اہل کتاب یہود و نصارا بھی اپنے اپنے مذہب پر قایم تھے۔ ان مذہبون کے ہوتے ہوئے ضرورت اسلام کی دعوت کیا ہوئی، اور کیون محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ) بھیجے گئے، اور کیون آیندہ کے لیے رسالت اور پیغمبری اوس پاک ذات پر ختم ہوگئی۔ اسکا سبب یہ تھا، کہ اوس زمانہ مین کوئی مذہب اپنی اصلی حالت پر باقی نہ رہا تھا، خدا کی وہ تعلیم جو موسیٰ اور عیسیٰ نے دی تھی، اپنی اصلی حالت پر نہ رہی تھی، مذہبی پیشواؤن اور دنیا کی سرداروں اور خود غرض آدمیون نے رسمون اور وہمون

اور خود غرضیون سے اوسے بگاڑ رکھا تھا، اور مذہب انسان کی ترقی کا مانع، اور مزاحم ہو رہا تھا، روحانی
نیکیان باقی نہ رہی تھین، تحقیق اور سمجھ بوجھ سے کام لینے کی عادت جاتی رہی تھی، تقلید اور بزرگون کی باتون
کے ماننے پر دین کا مدار رہ گیا تھا، کوئی جوگی بن رہا تھا، کسی کو رہبانیت کا خبط تھا۔ غرضکہ ایک عام تاریکی
لوگون کے دلون پر چھا رہی تھی، اور روحانی تعلیم کا اثر باقی نہ رہا تھا۔ ایسے وقت مین خدا نے اون خرابیون کی
اصلاح، اور جہالت کی تاریکی دور کرنے کے لیے محمد عربی کو بھیجا، تاکہ سچا دین خدا کے بندون کو سکھایا اور
ابراہیمی مذہب جاری کیا جاوے۔ وہ سچا دین اور ابراہیمی مذہب کیا تھا۔ اسلام اور اوسکے کیا معنی
خدا نے بتلائے اور اوسکی کیا تعریف کی "فِطْرَتَ اللهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا خدا کی فطرت جسپر اوسنے
لوگون کو پیدا کیا" چونکہ وہ مطابق تھا انسانی فطرت کے، جسمین نہ کوئی رمز تھا نہ پہیلی جو انسان کی سمجھ
مین نہ آوے، نہ اوسمین کوئی روک اور سد تھی جو انسان کی ترقی کو روکے، اسلیئے اوسکی منادی بھی عام اور
کَآفَّةً لِّلنَّاسِ ہوگئی، اور چونکہ خدا نے وعدہ کر لیا تھا کہ نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ
ہمنے قرآن اوتارا اور ہم ہی اوسکے محافظ ہین" اوس تعلیم کی پاک کتاب کی بے تحریف اور بغیر تبدیل
کے ہمیشہ موجود رہنے کا۔ اسلیئے کسی نبی کے بھیجنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔ آیندہ کی غلطیون، اور
اور جھوٹے خیالون، اور بیہودہ وسوسونکی اصلاح، اگر مذہب اسلام مین خلط ملط ہو جاوین، مجددین اور مصلحین
پر چھوڑ دی گئی۔ اگر اسلام انسان کی ترقی کا مانع ہوتا، اور زمانہ کی رفتار کے ساتھ وہ چل نہ سکتا اور ذہنی اور
دماغی ترقیون کا محرک ہونیکے بجاے حائل اور مانع ہوتا اور جیسا کہ ایک ریگستان اور پہاڑی ملک کے وحشی
قومونکی ترقی دینے والا ہے تہذیب یافتہ ملکونکی ترقیون کا معین اور حامی نہ ہوتا، یا ہمارے پاس کوئی ذریعہ
اوسکے اصلی تعلیم کے تحقیق کرنیکا باقی نہ رہتا، تو نہ اوسکی دعوت عام ہوتی، نہ نبوت کا سلسلہ ختم ہوتا۔ اب
ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ سچا اسلام کیا ہے، وہ اوس استعداد کا کام مین لانا ہے جو خدا نے انسان مین رکھی ہے
جسکے سبب سے ہر آدمی تکلیف شرعی کا مکلف ہوا ہے، وہ استعداد کیا ہے سمجھنے کی قوت جسے اہل علم عقل کہتے ہین

اور اہل شرع ایمان ۔ دونون ایک ہی چیز ہین ۔ کیا خوب فرمایا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ۔
کُلُّ آدَمِیٍّ فُطِرَ عَلَی الْاِیْمَانِ بِاللہِ عَزَّ وَجَلَّ بَلْ عَلٰی مَعْرِفَۃِ الْاَشْیَآءِ عَلٰی مَا ھِیَ عَلَیْہِ
ہر شخص کی فطرت مین داخل ہے کہ خداے عزوجل پر بلکہ حقایق اشیاء کما ہی پر یقین لاے ۔ اونہون
نے ایمان کی گویا تعریف کی ہے، کہ اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَۃُ الْاَشْیَآءِ عَلٰی مَا ھِیَ عَلَیْہِ ایمان کے معنی
ہین اشیاء کو اوسطرح جاننا جیسے کہ وہ واقع مین ہین " اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ
عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ وَیُمَجِّسَانِہٖ ہر شخص فطرت اسلام پر
پیدا ہوتا ہے پہر اوسکے باپ اوسکو یہودی ۔ نصرانی ۔ مجوسی کر ڈالتے ہین " اسی سے انسان نیکی
بدی اور برے بہلے کو پہچان سکتا ہے ۔ فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا ۔ پس خدا نے گناہ اور پرہیزگاری
اونکے دل مین ڈالی " اسی کے کام مین لانے سے وہ فرشتہ سے بڑہکر پاک ، اور بیکار کر دینے سے
بدتر از حیوان ہوجاتا ہے ، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ۔ کامیاب ہی وہ شخص جسنے اسکو
پاک کیا ۔ اور ناکامیاب رہا وہ شخص جسنے اوسکو رائگان کیا ۔ اسی استعداد سے ایک بدوی اور جنگلی صرف
خدا کے آسمان و زمین کو دیکھکر اوسکی یکتائی کا اقرار کرنے لگتا ہے ، اور اسی استعداد سے ایک علیم فلسفی
اوسکی قدرت کی باریکیون ، اور اوسکی صنعت کے حیرت انگیز عجائبات کو سمجھکر پکار اوٹھتا ہے رَبَّنَا
مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۔ جب اسلام فطرت الہی کے مطابق ہے ، اور علم بحقایق الاشیاء اوسکی
تعریف اور علت غائی ہے ، تو سمجھہ لیا جاوے کہ کوئی چیز جو خلاف فطرت ہو ، جو انسان کی دماغی قوتون
اور روحانی خوبیون ، اور دنیاوی ترقیون ، کو روکے ، اسلام اوسکا کبھی حامی نہوگا ، اور ہم یقینا کہتے ہین کہ
کبھی نہ تھا اور نہ آیندہ ہوگا ۔ مگر باوجود اسکے ہم دیکھتے ہین کہ کیا علوم کی تحصیل ، کیا کمالات کا اکتساب ،
کیا دماغی قوتون کو کام مین لانے ، کیا دنیاوی ترقیون کے حاصل کرنے مین ، ہمیشہ یہی خیال ہارج رہا ہے
علمی ترقیان اسی حیلہ سے رو کی گئین ، معقولات اور فلسفہ کی اشاعت اسی خیال نے پورے طور پر نہونے دی

حقایق اشیاء کی تحقیقات کو ہمیشہ اسی نے روکا اسی نے دوسری قوموں کی اچھی باتون کو سیکھنے نہ دیا، پولیٹکل یا سوشل کسی ترقی مین زمانہ کی رفتار کے ساتھ ہمکو چلنے نہ دیا، جہان کوئی چیز کیسی مفید کیون نہو، کسی نے مسلمانون مین جاری کرنی چاہی، اور وہ ذرا بھی مروجہ خیال، موجودہ رسم، قومی عادت کے خلاف ہوئی اوسپر حرمت کا حکم جاری ہوا، اور جاری کرنے والے کیلئے کفر کی بڑی بڑی کالی مہرون کے فتوے تیار اور اگر حکومت بھی اسلامی ہوئی تو نفی بلد اور قتل کی سزا بھی موجود۔ تو اب ہمکو دریافت کرنا چاہیئے کہ آیا مذہبی خیالات ہماری ترقی کے مانع ہین یا نہین، اور جو مذہبی خیالات ترقی کے مانع ہین، وہ خیالات اصلی مذہب کی تعلیم سے پیدا ہوئے ہین اور در حقیقت اسلام نے ہمکو سکھائے ہین یا یہ غلط اور جھوٹے خیالات ہین اور اسلام اون سے پاک اور منزہ ہے۔

اگر کوئی کہے کہ مذہبی خیالات ترقی کے ہمیشہ مانع ہوئے، اور مانع ہین، اگرچہ یہ ایک جرم ہوگا جسکی سزا اگر ممکن ہو تو قتل ورنہ "قد کفر" کا فتوے تو ضرور۔ مگر واقعات کو کوئی بدل نہین سکتا پچھلے زمانے اور پچھلی اسلامی سلطنتون کو جانے دیجیئے، اس صدی مین جو زوال مسلمانون کا ہوا، اوسکے اسباب مین سے سب سے بڑے سبب کی تلاش کیجیئے، تو انہین خیالات کو اصلی سبب پائیگا بڑا زوال مسلمانون کا اونکی سلطنت کا جانا تھا، وہ جیسے کہ اس صدی مین ہوئے، ہزار برس کے گزشتہ زمانہ مین کبھی نہوئے تھے، اسکا سبب صرف مذہبی غلط خیالات ہین، ساری مسلمانی دنیا پر نظر ڈالئے اور سنجار سے ٹونس تک خیال کیجیئے، کونسا خطہ کونسا حصہ مسلمانی آبادی کا ہے، جہان علوم سے نفرت، فنون سے غفلت، نئی چیزون کے جاری کرنے کا خوف، نئی باتون کے سیکھنے کا ڈر نہ تھا یا اب نہین ہے۔ اگرچہ اسکا سبب کہین غفلت بھی ہے مگر مسلمانون کی چستی، تیزی اور چالاکی، جو کہ ابتک دوسری چیزون مین پائی جاتی ہے، کیا ہمارے دل سے قبول کرسکتی ہے کہ صرف غفلت ہی اسکا سبب ہے؟ ہرگز نہین، بلکہ دماغی قوتون کا سکون اور تقلید کی قوت، اور حلت اور حرمت کی بحث، اور ملاؤن کے کفر کے فتوے اسکے اصلی سبب ہین۔

زمانہ مین تو ایسی حیرت انگیز تبدیلی ہوگئی، کہ تلوار کے بدلے علم سلطنت کا مالک ہوا شجاعت کی جگہہ
ہنر نے حکومت کو اپنے قبضہ مین کیا، انسانی قوتون نے وہ چیزین ایجاد کین کہ قدرت کا حیرت انگیز تماشا
نظر آرہا ہے، ساری قومون نے یورپ کے کچھہ نہ کچھہ اوس سے فائدہ اوٹھایا، اور اس علمی دولت کا حصہ لیا،
مگر مسلمان اپنی بہادری اور شجاعت پر نازان رہے، اور زمانہ کی تبدیلی کا اندازہ نہ کر سکے، ہر نئی چیز کو حرام
اور ہر نئی بات کو بدعت سمجھے، اور ملاؤن اور مفتیون کے فتوے کے منتظر رہے۔ اور یہ خدا کے نیک بندے
دنیا کی چال سے بے خبر، زمانہ کی رفتار سے ناواقف، ہر نئی بات سے ڈراتے اور روکتے رہے۔
نہ علم کو سیکھنے دیا، نہ کسی ہنر کے جاری ہونے کے روادار ہوئے۔ ٹرکی کو دیکھئے وہ خود یورپ کا ایک
ٹکڑا ہے، جہان چارون طرف علوم و فنون کی روشنی پھیل رہی تھی، جہان کی چھوٹی سی چھوٹی ریاست
اور وحشی سی وحشی سلطنت ترقی کر رہی تھی، اور یہ زبردست اور قوی سلطنت باوجود بینظیر بہادری اور
خداداد شجاعت کے روز بروز گرتی اور ڈوبتی گئی۔ یہانتک کہ سوائے ایک پھول باغ کے کچھہ بھی اوسکے
ہاتھہ مین نہ رہا۔ روس جو سب سے زیادہ وحشی تھا وہ اوس سلطنت پر غالب آگیا، جو ایک صدی بیشتر اوس سے
ہر طرح پر زبردست اور قوی تھے۔ اسکا سبب یہی ہے کہ روس نے ہر قسم کی اصلاح کی، ہر قسم کے فنون
جاری کرنے مین کوشش کی، اور ٹرکی کو غلط مذہبی خیال اور علما کے فتوؤن نے کچھہ کرنے نہ دیا، نہی وردی
اور نئے ہتیار تک جاری نہو سکے جب تک ہزارون سپاہی اور سیکڑون متعصب جو کہ اوسکے استعمال
کو مذہب سے خلاف سمجھتے تھے۔ نہ مارے گئے اگر مثل ایک اس واقعہ کے اور چند واقعات اسیطرح
کے پیش آتے اور روشنضمیر سلطان اور عالیدماغ وزیر سلطان محمود کی پیروی کرتے اور کم سے کم رویر
ہی کے موافق ملکی اصلاحین کرتے، اور علوم و فنون کو ترقی دیتے تو آج یہ روز سیاہ اونکو کیون نصیب ہو
اور ہمکو اونپر مرثیہ پڑھنے کی نوبت کیون آتی۔ ٹرکی کو بھی جانے دیجئے، اپنے ملک ہندوستان کو دیکھئے
اور اپنی قوم پر نظر کیجیے، کہ مسلمانونکی تباہی کا روز بروز تباہ ہوتے جانے کا کیا سبب ہوا، سلطنت انگریزی

مین وہ مثل اور قومون کے ہرطرح کی ترقی کرسکتے تھے، اور اون نعمتون سے جو اس سرکار کے سایۂ عاطفت مین دوسری قومون نے حاصل کین، وہ بھی حاصل کرسکتے تھے، اوس سے محروم رہنے کا کیا سبب ہوا؛ پھر وہی کہنا پڑیگا کہ مذہبی غلط خیال، انگریزی پڑہنا حرام سمجھتے رہے۔ علمونکو عقایدمین خلل انداز خیال کرتے رہے، اونکو کالجون اور مدرسون مین کرستان ہوجانیکے خوف سے جانے ندیا، نئی علوم وفنون کو کفر کے فتوے نے سیکھنے نہ دیا۔ کیا وہ زمانہ یاد سے جاتا رہا جب ہمارے دین کے فدائی، اور قوم کے عاشق، اور اسلام کے شیفتہ سرسید کا دل مسلمانونکے حال پر جلا، اور اونکی مصیبت اوس سے دیکھی نگئی اور وہ اپنے ڈوبتے ہوئے بھائیون کے بچانیکے لئے گہرے اور عمیق سمندر مین کود پڑا، اور مجنونانہ طور پر اونکی تعلیم و تربیت کی دھن مین لگا؛ کس چیز نے اوسکی کوشش کو روکا، اور کس خیال نے اوس سچے دوست کو قوم کی نظر مین دشمن بنایا؟ وہ صرف مذہبی غلط خیال نے، کیا جرم تھا اوس پاک بے گناہ سید کا جسکی سزا مین وہ کافر ٹھہرا، کیا خطا کی تھی اس دل وجان کے فدا کرنے والے نے جسکے بدلے وہ قوم کی نظرون مین واجب القتل ٹھہرا؛ یہی نہ کہ وہ اونکی ترقی چاہتا تھا، اور جو چیزین کہ ترقی کی مانع تھین اونکو راہ سے ہٹانا چاہتا تھا اور وہ ترقی قوم کی نظر مین اور فقہا کے خیالون مین مذہب کے خلاف سمجھی جاتی تھی؛ اسی لئے اوسکے کفر والحاد کے فتوے مکہ ومدینہ سے منگائے جاتے تھے؛ کیا میرا یہ کہنا غلط ہوگا اگر کہون کہ بیچارے سرسید پر، اگر انگریزی حکومت نہوتی، تو وہ فتوی ضرور جاری ہوتے، اور بغیر قتل کے صرف نفی بلد ایسے بڑے جرم کی سزا کبھی کافی نہ سمجھی جاتی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ جبتک سرسید نے اپنی خدا داد قوت، اور بے نظیر استقلال، اور لاثانی عالی دماغی، اور حیرت انگیز روشنضمیری، اور سچی محبت اسلام، اور بیریا ہمدردی سے اون غلط خیالات کی غلطی ثابت نکی، اور رسمون کے مضبوط بندون کو جنمین ہم جکڑے ہوئے اور جسکو غلطی سے مذہبی بند سمجھے ہوئے تھے نہ توڑا، تعلیم اور تربیت اور معاشرت کی ترقی کے راستہ پر ہمنے قدم تک نہ رکھا۔ آج اس بڑے اور عظیم الشان جلسہ مین جو اتنی پاک صورتین مسلمانونکی دکھائی دیتی ہین،

اور جو اپنے بھائی مسلمانونکے ساتھ ہمدردی کرنے اور اونکی ترقی کی تدبیرین سوچنے اور اونکے بھلائی کے راستے نکالنے کے لئے جمع ہوئے ہین کیا کبھی ہمکو نظر پڑتین اگر وہ غلط خیالات قایم رہتے، اور سرسید کے دلپر اثر کرنے والی بلکہ دل کے کپکپا دینے والی تحریرون سے قوم کی طبیعتین نہ بدل گئی ہوتین۔ کیسے کیسے عالیدماغ اور روشن ضمیر، عالم اور فاضل ادیب اور شاعر، خوش تحریر اور خوش تقریر مسلمان یہان جمع ہین؛ اور اونکے قوا، دماغی اور روشن خیالیون سے کیسی کچھ قوم فائدہ اوٹھا رہی ہے۔ آپ کہہ سکتے ہین کہ اگر سرسید نے غلط خیالات کی غلطی ثابت نکردی ہوتی تو آج یہ قوتین کچھ کام آتین۔ میرے نزدیک تو وہ روشن خیالات جو آج قوم کے دلونکو روشن کر رہے ہین دماغون ہی کی فانوس مین بجھکر رہ جاتے اور اونکی نورانی شعاعین دل ودماغ سے باہر ہی نہ نکلنے پاتین۔

غرضکہ اس سے کوئی اب انکار نہین کرسکتا کہ مذہبی غلط خیالات ہماری ترقی کے مانع رہے، اور مانع سمجھے جاتے ہین۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ خیالات اصلی مذہب کے سچے خیالات ہین، اور اسلام نے ہمکو سکھلائے ہین یا اسلام اون سے پاک ومنزہ ہے۔ مین کہتا ہون اور پکار کر کہتا ہون بلکہ جو اوس سے انکار کرے اوس سے مباہلہ کرنے کو تیار ہون، کہ اسلام ان خیالات سے پاک، اسلام ان لغویات سے منزہ اسلام ان باتون سے بیزار ہے۔ اور یہ نہ سمجھو کہ یہ میرا قول ہے، یہی قول ہے اون تمام سچے اور پاک مسلمانون کا جنکے دماغ خدا کے نور سے روشن تھے، یہی خیال ہوا اون امامون اور بزرگون کا جو کہ مقتدار اسلام اور پیشوا، دین تھے۔ جو کہتا ہے کہ علوم عقلی علوم شرعی کے متناقض ہین، وہ خود غلطی کرتا ہے جو سمجھتا ہے کہ تحقیق شرع کے خلاف ہے، وہ خود خدا کے کلام کو نہین سمجھتا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ "وظن من یظن ان العلوم العقلیۃ مناقضۃ للعلوم الشرعیۃ وان الجمع بینہما غیر ممکن ہو ظن صادر عن عمی فی عین البصیرۃ نعوذ باللہ منہ"، بعض لوگ سمجھتے ہین کہ علوم عقلیہ علوم شرعیہ کے مخالف ہین۔ اور یہ کہ دونون مین جمع کرنا غیر ممکن ہے۔ لیکن یہ گمان اسلئے پیدا ہوا کہ

اونکی بصیرت کی آنکھین اندھی ہین نعوذ باللہ منہ - امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر مین لکھتے ہین -
اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ اَمَرَ بِالنَّظَرِ فَقَالَ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الیٰ قولہ
وَکُلُّ ذٰلِکَ یَدُلُّ عَلیٰ وُجُوْبِ النَّظَرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ وَالتَّفَکُّرِ وَذَمِّ التَّقْلِیْدِ فَمَنْ دَعیٰ اِلیَ النَّظَرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ
کَانَ عَلیٰ وَفْقِ الْقُرْاٰنِ وَدِیْنِ الْاَنْبِیَاءِ وَمَنْ دَعیٰ اِلیَ التَّقْلِیْدِ کَانَ عَلیٰ خِلَافِ الْقُرْاٰنِ وَعَلیٰ وِفَاقِ دِیْنِ الْکُفَّارِ
خدا نے غور و فکر کا حکم دیا - پس کہا ہے - کہ کیا وہ لوگ نہین سوچتے - کیا وہ آسمان و زمین کی سلطنت
کو نہین دیکھتے - اور یہ سب باتین اسپر دلالت کرتی ہین کہ نظر اور استدلال اور فکر واجب ہے
اور تقلید مذموم ہے - پس جو شخص نظر و استدلال کی طرف بلاتا ہے وہ قرآن اور طریقۂ انبیا کے موافق ہے
اور جو شخص تقلید کی طرف بلاتا ہے وہ قرآن کے مخالف اور کافرون کے مذہب کے موافق ہے -
ابن تیمیہ کا قول ہے کہ " وَمَا عِنْدَ الْمُتَکَلِّمِیْنَ وَغَیْرِھِمْ فَھُوَ فِی الْقُرْاٰنِ اَصَحُّ تَقْرِیْرًا وَّاَحْسَنُ تَفْسِیْرًا
جو کچھ متکلمین وغیرہ بیان کرتے ہین وہ قرآن مین زیادہ خوبی اور وضاحت سے بیان ہوا ہے - امام غزالی
کی نصیحت ہے وَمِنْھَا اَنْ یَّکُوْنَ اِعْتِمَادُہٗ فِیْ عُلُوْمِہٖ عَلیٰ بَصِیْرَتِہٖ وَاِدْرَاکِہٖ بِصَفَاءِ
قَلْبِہٖ لَا عَلیَ الصُّحُفِ وَالْکُتُبِ وَلَا عَلیَ التَّقْلِیْدِ مَا یَسْمَعُہٗ مِنْ غَیْرِہٖ - اور اونمین سے
ایک یہ ہے کہ علوم مین اوسکا اعتماد اپنی سمجھ اور ادراک پر ہو - یعنی دل کی صفائی پر ہو نہ صحیفون اور
کتابون پر اور نہ اون باتون کی تقلید پر جنکو وہ غیرون سے سنتا ہے -

ان غلط خیالات نے ہمکو ترقی سے باز نہین رکھا، بلکہ ہمارے پاک اور سچے اور بیداغ مذہب کو بھی جو
دنیاوی ترقیون کا بھی ایسا ہی ترغیب دینے والا ہے جیسا کہ روحانی خوشیون کا تعلیم کرنے والا، بدنام
کر دیا ہے، اور ہمارے مذہب کے مخالفون کو اعتراض کرنے اور اوسپر ہنسنے کا موقع دیا ہے - چنانچہ
ایک متعصب عیسائی کا قول ہے کہ عیسائیت اوس بڑی سی بڑی خوشی کی، جو قادر مطلق نے
انسان کو دی ہے صرف موافق اور مطابق ہی نہین ہے، بلکہ اوسکو ترقی دینے والی ہے، اور برخلاف

اسکے اسلام اوسکو خراب کرنے والا اور ذلت مین ڈالنے والا ہے - سر ولیم میور جنسے آپ سب لوگ واقف
ہین اسی غلطی مین پڑنے کے سبب سے اسلام ہی کو مسلمانونکے زوال کا باعث قرار دیتے اور یون کہتے
ہین کہ وہ اسلام مین جو قرآن کے سخت بندون مین جکڑا ہوا ہے عیسائی مذہب کیطرح زمانہ اور موقع کے
مختلف حالتون کے لحاظ سے تغیر ہو ہی نہین سکتا تھا، اور دنیوی معاملات مین پیشوائی اور رہنمائی کرنا
درکنار، اوسمین یہ قابلیت ہی نہ تھی کہ سوسائٹی کی رفتار اور قوم کے عروج کا ہمقدم رہ سکے، کیسا جھوٹا ہے
یہ قول جہان تک نفس اسلام سے متعلق ہے، اور کیسا سچا ہے، جہانتک مسلمانون کے غلط خیالات
اور خلاف اسلام حالات سے متعلق ہے - تعجب ہے کہ باوجود قرآن پڑہے ہونے اور اوسکے معنی سمجھنے کے
سر ولیم نے ہمارے اعمال اور ہمارے غلط خیالات کے بُرے نتیجون کو مذہب اسلام سے منسوب کیا، اور اس
طور پر اسلام پر اعتراض کرتے وقت عیسائیون کے اون افعال کو بھول گئے جنکے سبب سے ایک ہزار برس تک
یورپ مین تاریکی چہارہی تھی، اور عیسائیت نے پوپ اور مذہبی لوگونکی مذہبی ہدایت اور مذہبی حکم اور مذہبی خیال
سے علم، تہذیب، انصاف، اخلاق، اور ہر قسم کی روحانی اور دماغی ترقی اور انسان کی آزادی اور
خوشی کو روک دیتا تھا - میرے دوسرے لکچر مین ان خرابیون کا تفصیلی بیان ہے اوسے سنکے اور انصاف
کیجئے کہ خراب سے خراب اور نہایت محدود زمانے مین بھی کبھی اسلام نے یعنی مسلمانونکے اعمال نے دنیا
کو اوتنا نقصان نہین پہونچایا، جتنا کہ عیسائیت نے ایک زمانہ دراز تک جسکی مدت ہزار برس سے کم نہین
تھی انسانونکو مصیبت اور وبال اور ادبار اور ہر قسم کی آفتون مین مبتلا رکھا - سر ولیم میور اسلام کو قرآن کے
سخت بندون مین جکڑا ہوا سوسائٹی کی رفتار اور قومونکے عروج کا ہمقدم نہین سمجھتے - اور عیسائیت کو
دنیوی معاملات مین رہنمائی اور پیشوائی کرنے والا خیال کرتے ہین - ذرا قرآن کھولین اور دیکھین کہ اوسنے
اسلام کو کن بندون مین جکڑا ہے - بلاشبہہ ایسے بندون مین جکڑا ہے، جس سے ہم شرک اور بت پرستی
کی نجاست سے بچین، ایک سچے خدا کو تین نہ سمجھین، کسیکو خدا کا بیٹا، کسیکو اوسکا شریک نہ جانین، تبرکات

اور تصویرون کی پرستش نکرین، ناقابل فہم باتون اور رمزون پر یقین نہ لادین، راہبون کی تجرید اور تعذیب نفس کی مصیبت مین نہ پڑین، روحانی برائیان زنا، چوری، خیانت، ظلم، جبر، عقوق والدین نکرنے پاوین؛ مگر اوسمین کوئی ایسا بند اور ایسی قید نہین ہے، جو انسان کے دماغی قوتون اور روحانی خوشیون و اخلاقی خوبیون اور دنیاوی ترقیون کو روکے۔

ذرا قرآن کہولیئے اور دیکہئے کہ اول سے آخر تک اوسمین ہے کیا، کہین حقایق موجودات اور محاسن کائنات کا بیان ہے، کہین مناظر قدرت اور مظاہر فطرت کا ذکر ہے، کہین نظام عالم پر غور کرنیکی ہدایت ہے، کہین عقل و سمجھہ سے کام نہ لینے پر ملامت، کسی جگہہ اسرار حقیقت اور معرفت کا بیان ہے کسی جگہہ علم و حکمت اور مکارم اخلاق کا ذکر ہے، کہین پرانی قومونکے حالات مذکور ہین کہ ہم عبرت پکڑین، کہین اصول عامہ سیاست کا بیان ہے کہ ہم اوسپر عمل کرین۔ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا "اونکے دل ہین جو سمجھہ کے کام مین نہین آتے"، کیا ہے بتازیانہ اون لوگون پر جو دل و دماغ رکھتے ہین مگر اوس سے کام نہین لیتے۔ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ۔ "یہ لوگ جانورکے سے ہین بلکہ جانور سے بھی زیادہ گمراہ"، کسکی شان مین ہے، اون لوگونکی جو کہ آنکھہ، کان، ہوش، حواس، رکھتے ہین مگر اونہین کام مین نہین لاتے۔ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا۔ "جسکو حکمت دی گئی اوسکو بہت کچھہ بہلائی دیگئی"، کیا ہے، حکمت کی فضیلت کا بیان۔ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔ وَهَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ "جنکو علم دیا گیا وہ درجے والے ہین۔ کیا عالم اور جاہل برابر ہوسکتے ہین"، کیا ہے تعلیم کی ترغیب۔ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ۔ "مذہب خدا کے نزدیک اسلام ہے"، کیا ہے اسلام اور فطرت کے اتحاد کا بیان۔ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا۔ "وہ بولے کہ ہم اوسکے پیچھے چلینگے جسپر ہمنے اپنے باپ دادا کو پایا"، کیا ہے نہ سوچنے اور نہ سمجھنے پر ملامت۔ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ۔

ان لوگون نے اپنے علما اور درویشون کو خدا کے علاوہ ارباب بنالیا ہے، کیا ہے، اہل کتاب نے اپنے بزرگون اور پیشواؤن کی عصمت کے اعتقاد پر۔ لاست۔ ھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ ھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ ھُمْ لَا یَتَذَکَّرُوْنَ۔ ھُمْ لَا یَتَفَکَّرُوْنَ۔ ھُمْ لَا یَتَدَبَّرُوْنَ۔ وہ نہین جانتے نہین عقل رکھتے نہین سوچتے سمجھتے۔ نہین فکر کرتے۔ نہین غور کرتے، جس سے سارا قرآن بھرا ہوا ہے کیا ہین، کوڑے اور تازیانے ہین جو کافرون پر لگائے گئے ہین اس جرم مین کہ عقل اور سمجھ سے کام نہین لیتے۔

غرضکہ سارا قرآن اور ساری تعلیم ہمارے ہادی کی یہی ہے، کہ وہ استعداد جو بدو فطرت مین خدا نے رکھی ہے وہ کام مین لائی جاوے، اور دنیا و دین کی ساری نعمتین حاصل کیجاوین۔ قرآن سرولیم کی سمجھی ہوئی وہ زنجیر نہین ہے جسمین ہم دنیاوی ترقیات کے لئے جکڑے ہوئے ہین۔ بلکہ برخلاف اوسکے وہ اون بندون کو توڑنے والے ہین جو عیسائیت نے یا عیسائیون نے انسانون پر اوس سے روکنے کے لئے لگائے تھے۔ غور کرو خدا کی اس جھڑکی پر جو رہبانیت اور جوگی بننے کے لئے ہی۔ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ۔ کس نے خدا کی وہ نعمت حرام کی جو خدا نے بندون کے لئے پیدا کی، پڑھو خدا کی یہ آیت جو دنیاوی لذتون سے متمتع ہونے کیلئے ہے۔ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ اچھی چیزین جو ہمنے روزی دی ہین کھاؤ اور اچھے کام کرو، خدا اپنے بندون پر اپنی خدائی کے اقرار لینے مین کیا حجت پیش کرتا ہے، یہی کہ ہمنے طرح طرح کی نعمتین دین پھر بھی شکر نہین کرتے وَجَعَلْنَا فِیْهَا مَعَایِشَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ۔ اور ہمنے اوسمین معاش کی چیزین پیدا کین۔ لیکن تم لوگ کم شکر کرتے ہو۔ دیکھو کیسا عام اجازت نامہ ہے خدا کا دنیا کمانے کیلئے۔ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔ زمین مین پھیل جاؤ اور خدا کی روزی تلاش کرو۔

پھر خدا اپنے اچھے بندونکو کیا دعا سکھاتا ہے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً۔ اے خدا ہمکو دنیا اور آخرت مین بھلائی دے، یعنی دنیا اور دین دونون کی بھلائی، جبکہ قرآن کے یہ احکام

ہون، اور طلب معیشت اور تجارت اور کسب حلال کے لئے صاف صاف ترغیبین اور بشارتین - جیساکہ ہمارے ہادی نے طلب معیشت کے لئے فرمایا ہو - مِنَ الذُّنُوبِ ذُنُوبًا لَا یُکَفِّرُهَا اِلَّا الْهَمُّ فِیْ طَلَبِ الْمَعِیْشَةِ - بعض ایسے گناہ ہین جنکا کفارہ صرف یہ ہے کہ معاش کی فکر مین رنج اوٹھایا جاوے اور تجارت کے لئے ارشاد کیا ہو کہ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ یُحْشَرُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَعَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ - سچا سوداگر قیامت کے دن صدیقون اور پیغمبرون کے ساتھ اوٹھے گا" اور طلب دنیا کے لئے صاف صاف لفظون مین یہ خوشخبری سنائی ہو کہ - مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْیًا عَلٰی عِیَالِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰی جَارِهٖ لَقِیَ اللّٰهَ وَوَجْهُهٗ کَالْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ - جو شخص دنیا کو بطریق حلال تلاش کرتا ہے اور جسکا مقصد سوال کرنے سے بچنا اور آل اولاد کیلئے کوشش کرنا اور ہمسایہ پر مہربانی کرنا ہوتا ہی اونکے منھ خدا کی ملاقات کیوقت چودہوین رات کے چاند کا سا ہوگا" تو کیا ایسا مذہب و دنیاوی خوشیونکے حاصل کرنیکے لئے انسان کے پاؤنکی زنجیر ہے، ہرگز نہین، بلکہ وہ اونکے لئے خط آزادی ہے -

مگر جسطرح کہ سچی تعلیم قرآن کی اور نفس اسلام انسانونکے لئے خط آزادی ہے، اسیطرح ہمارے غلط خیالات اور خلاف مذہب اعمال بلاشبہ ترقی کے پاؤنکی زنجیرین ہین، ہمارے خیالات ہمارے اعمال یقیناً اُس سچی تعلیم کے خلاف اور اصل مقصود اسلام کے متناقض ہین - چند عالمون اور چند مسلمان حکیمون کو جانے دو جو کفر و الحاد کے فتوے سے نہین بچے، بلکہ عام خیالات اور اقوال پر نظر کرو تو کیا معلوم ہوتا ہے، عقل دین سے بے تعلق، فطرت اسلام کے خلاف، فلسفہ سراسر الحاد، تشبہ بالکفار دلو کان فی امور الدنیا قطعی حرام، کوئی فرماتا ہے - یَجُوْزُ الْاِسْتِنْجَاءُ بِاَوْرَاقِ الْمَنْطِقِ، منطق کے اوراق سے استنجا جائز ہے" کسیکا ارشاد ہے - اَلْفَتْوٰی عِمَادُ الشَّرْعِ - فتوے شرع کا ستون ہے، کسیکا قول ہے - اِنْقَطَعَ زَمَانُ الْاِجْتِهَادِ - اجتہاد کا زمانہ جاتا رہا"، کوئی کہتا ہے - اَلدُّنْیَا

وَالدِّيْنُ ضِدَّانِ لَا يَجْتَمِعَانِ۔ دنیا اور دین دونون ضدچیزین ہین جو جمع نہین ہوسکتین"۔ کیسے تعجب کی ہی یہ بات کہ اسلام جو فی نفسہ علم کا حامی، اور فطرت کے مطابق، اور علم بحقایق الاشیا کا مرادف، اور ہر طرح کی دماغی قوتون کا محرک، اور دنیاوی ترقیون کا ذریعہ ہو، وہ ہم مسلمانونکے غلط خیالات، بیہودہ اوہام مجنونانہ زہد اور متعصبانہ افعال سے علم کا مزاحم، تہذیب کا مانع، ترقی کا روکنے والا سمجھا جاوے۔ اور مذہب عیسائی جسنے رہبانیت کی تعلیم دی ہو، جسنے قدرتی جذبات کے شگفتہ کرنے کا کوئی سبق نہ دیا ہو۔ جسنے دنیاوی ترقیون کے لئے کوئی راہ نہ کھولی ہو، جو مذہب فی نفسہ رمز اور پہیلیون کا مجموعہ ہو، جسکا مدار عقل کے بدلے آسمانی روشنی پر رکھا گیا ہو وہ عیسائیونکے اعمال سے علم اور تہذیب کا پھیلانیوالا، اور انسان کو ترقی کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ پر پہونچانے والا کہا جاوے۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَلْبَابِ إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ۔ سو عبرت پکڑو اے عقل والو۔ بے شبہہ یہ عجیب بات ہے۔

صاحبو! — مذہب اور علم کی ہمیشہ لڑائی ہوا کی ہے، اور اب بھی یہ جنگ اچھی طرح جاری ہے۔ یورپ جہان آجکل علم کی قوت ہے وہان علم ہی کی عملداری ہے مذہب اوسکے مقابلہ سے عاجز ہے۔ وہ مذہب جسے سر ولیم میور دنیاوی ترقیون کا رہنما کہتے ہین، اون ملکون سے رخصت ہو رہا ہی، اور قریب ہے وہ زمانہ کہ سواے گرجا کے پادریون اور بے علم کاشتکارون اور نادان بوڑہیونکی زبانونکے اوسکا اثر کہیکے دلپر نہ رہیگا۔ یورپ اور امریکہ مین بداعتقادی اس کثرت اور اس زور سے پھیلتی جاتی ہے کہ نہ کسی کی حقارت نہ نفرت نہ ملامت نہ کوئی پولٹیکل قوت اوسے دبا سکتی ہے۔ بقول ایک محقق کے مذہب کی یہ حالت ہی کہ نہ ملک کی پالسی پر اوسکا اثر رہا ہے، نہ جنگی جوش جو مذہبی بنیاد پر قایم تہا نظر آتا ہے، جو کچھ باقی ہے وہ یہ ہے کہ چند سنگ مرمر کے بت بعض گرجون مین پرانے زمانہ کے مجاہدین کے نظر آتے ہین۔ جو تاریکی کہ یورپ پر قایم ہوگئی تھی وہ اب رفع ہوتی جاتی ہے، صبح ہوگئی ہے اور جدید اور بہتر حالت کے آثار پیدا ہورہے ہین سوسائٹی اس آنے والی نئی روشنی پر آنکھین لگائے ہوئے بیٹھی ہی اور صاف صاف معلوم ہو رہا ہے

کہ سویلیزیشن کے دریا کی دہار پرانا راستہ چھوڑ چکی ہے اور نیا راستہ ڈہونڈ رہی ہی۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام پر بھی علم کا ایسا ہی اثر ہوگا۔ اوسکا جواب "ہان" بہی ہی اور "نہین" بھی۔ وہ خیالی مذہب جو کہ مجموعہ ہے ہمارے اوہام، اور وساوس اور بت پرستونکی رسمون، اور مشرکون کی عادتون، اور دل خوش کن کہانیون کا وہ بلاشبہ علم کی روشنی کے سامنے نہ ٹھہریگا، مگر وہ اسلام جو مطابق ہے فطرت کے، اور مرادف ہے علم بحقایق الاشیاء کے، اور جو موافق ہے سچے علم کے، اور جو بتایا گیا ہے قرآن مین اوسکو علم کی ترقی سے اور ترقی ہوگی، اور وہ دنیا مین اور پھیلتا جاویگا، اور علم کی روشنی کے سامنے اوسکا خوبصورت چہرہ اور چمکنے لگیگا۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۔ پس اپنا منہہ دین کیطرف سیدہا کر۔ ٹیڑہے رستہ سے مڑکر۔ خدا کی فطرت جسپر اوسنے آدمیونکو مخلوق کیا۔ خدا کی ساخت مین تبدیل نہین ہی۔ یہ سیدہا دین ہے۔

تمت بالخیر

